حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ قاسم العلوم بے ون ۱۳۰ کورنگی کراچی ۳۱

أو ليس الذي خلق السموات والأرض بقادر على أن يخلق
مثلهم بلى وهو الخلاق العليم

حضرت نانوتوی کی مشہور کتاب تحذیر الناس کے مشکل مقامات کی تشریح و توضیح پر

مناظرہ عجیبہ

از

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ العزیز

ترتیب جدید و عنوانات

مولانا حسین احمد نجیب (رفیق دار التصنیف دار العلوم کراچی)

ناشر :-

سید محمد معروف

مکتبہ قاسم العلوم زیڈ ون ۴۰/۱

کورنگی کراچی ۳۱

9/.

فہرست مضامین مناظرہ عجیبہ

نام کتاب ——— مناظرۂ عجیبہ

تالیف ——— حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

ترتیب جدید ——— حسین احمد نجیب

کتابت ——— محمد رمضان

ناشر ——— سید محمد معروف

طابع ——— مشہور آفسٹ پریس

اشاعت اول جولائی ۱۹۶۸ء

ملنے کے پتے

۱:- مکتبہ قاسم العلوم جے ون ۱۳۰ کورنگی کراچی ۳۱

۲:- مکتبہ دار العلوم ڈاک خانہ دار العلوم کراچی ۱۴

۳:- ادارۃ المعارف ڈاک دار العلوم کراچی ۱۴

۴:- دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

۵:- ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

۶:- توحیدی کتب خانہ گلی محمد اندرون چاکیواڑہ کراچی ۲

۷:- سید بک کمپنی ریگل بس اسٹاپ صدر کراچی

صفحات ہی مشاہدہ میں قدرے آسانی ہو جاتی ہے۔ احقر اپنی کم نظری کے باوجود اہل علم حضرات نے اس کوشش کو مجموعی طور پر سراہا۔ اور استاذی المکرم حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ نے تو احقر کے اس ارادہ عمل کی بہت حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور حکیم الاسلام قدس سرہ کی لاجواب تصنیف " قبلہ نما " کو اسی ترتیب و تزئین سے شائع کرنے کی خواہش کا اظہار بھی فرمایا۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اس کا عربی اور انگریزی کا ترجمہ کرانا چاہتے تھے۔

بحمد اللہ بزرگوں کی دعاؤں کا یہ ثمرہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھ جیسے ناکارہ و بے علم کے واسطہ سے حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے علمی نوادر میں سے " مباحثہ شاہجہان پور " اور " مسئلہ خدا شناسی " دار الاشاعت کراچی سے اور " تحذیر الناس " مکتبہ قاسم العلوم کراچی سے اسی حسن ترتیب و تزئین کے ساتھ شائع ہو کر قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ اب اسی سلسلہ کی کتاب " مناظرہ عجیبہ " مکتبہ قاسم العلوم کراچی شائع کر رہا ہے۔ " تحذیر الناس " کی " مناظرہ عجیبہ " کے نام سے یہ شرح حقیقۃً " تحذیر الناس " کو سمجھنے کے لئے ایک لازمی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی افادیت کا اندازہ تو مطالعہ کے بعد ہی ہوگا۔ آخر میں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ " مناظرہ عجیبہ " میں بھی اصل کتاب کی عبارت میں ذرہ برابر تقدیم و تاخیر اور رد و بدل نہیں کیا گیا۔ صرف پیراگراف بنا کر عنوانات کا اضافہ کیا گیا ہے اور عربی فارسی عبارتوں کا ترجمہ نیچے حاشیہ میں لکھا گیا ہے۔ البتہ بعض جگہ " اوس " ، " اون " وغیرہ قدیم الفاظ " اس " ، " ان " وغیرہ ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے اور آخرت میں اسی قافلہ کے ساتھ جنت فرمائے جس کی خوشہ چینی کی سعادت اس دار فانی میں عطا فرمائی ہے۔

و باللہ التوفیق

راجی رحمۃ ربہ الکریم

حسین احمد نجیب

دفتر دار التصنیف دار العلوم کراچی

اتوار ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گزارشات

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً
علی خیر خلقہ سید الاولین والآخرین خاتم النبیین
والمرسلین سیدنا وشفیعنا ومولانا محمد وعلی آلہ و
اصحابہ اجمعین۔

اما بعد حجۃ الاسلام مجدد الملت حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ العزیز
کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں علم و عمل کا وہ بحر ناپیدا کنار جس کی نظیر ان آخری دو صدیوں
میں ملنا مشکل ہے آپ کی تصنیفات بظاہر مختصر رسالوں کی صورت میں ہیں مگر ان صفحات میں
جو علوم و معارف مستور ہیں اگر کوئی آدمی ان کو صحیح معنی میں سمجھ کر پڑھ لے تو بلا تردید اسے
بحر العلوم کا غواص عالم قرار دیا جا سکتا ہے۔

زیر نظر مجموعہ اگرچہ "تحذیر الناس" کی بعض عبارتوں پر علمی اعتراضات کے جواب
اور اسی سلسلے کے چند مکاتیب پر مشتمل ہے مگر چونکہ حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز
کے سامنے یہ اعتراضات و اشکالات پیش کرنے والے حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ
صاحب علم شخصیت تھے اس لئے اس سوال و جواب کے نتیجے میں "تحذیر الناس" کی ایک
لاجواب شرح وجود میں آ گئی۔ اور ساتھ ہی اہل علم کے اس باوقار علمی اختلاف کا اسلوب بیان
بھی سامنے آتا ہے جو اہل علم کے انداز گفتگو کی وضاحت کرتا ہے۔

آج سے تقریباً دو سال پیشتر راقم نے اپنی کم مائیگی و بے بضاعتی کا اعتراف کیا تھا حضرت
حجۃ الاسلام قدس سرہ کے علمی نوادرات کو جدید طرز طباعت کے مطابق شائع کرنے کا ارادہ
کیا اور سب سے پہلے "تحذیر الناس" ہی سے اس کا آغاز کیا۔ اس میں عنوانات اور حواشی کے
اضافہ کیا تھا کتاب میں پیراگراف بنا دیئے گئے تاکہ ہر شخص کے لئے اپنی استعداد کے

محذورِ اوّل

موصوف بالذات مؤخر بالزمان کیسے ہو سکتا ہے؟

جب کہ موصوف بالذات موقوف الیہ بالعرض کا ہوتا ہے تو ضرور ہے کہ مقدم بالذات یا بالزمان ہو تاخر زمانی اس کو کیسے لازم ہے یہ فرمادیں کہ مقدم بالذات کو کیونکر تاخر بالزمان لازم ہے

جوابِ محذورِ اوّل

مقدم بالذات کو تاخر بالزمان لازم ہو سکتا ہے

مولانا حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ اوّل المخلوقات ہیں علی الاطلاق کیسے ہی باتفاق سو جیسا اس تقدیم و تاخر کے اجتماع کا تسلیم کرنا آپ کے ذمہ لازم ہے اسی طرح موصوف بالذات بالنبوۃ کو تقدم اور پھر تاخر دونوں مجتمع ہو سکتے ہیں اتنا فرق ہے کہ یہ اجتماع جو آپ کے نزدیک بوجہ اجتماع المتضادین ہے ورنہ پھر اعتراض ہی کیا تھا یوں ہی تقضیہ اتفاقی ہے اور میرے نزدیک تقضیہ لزومی .

اور اگر یہ غرض ہے کہ لزوم ذاتی ہوتا تو تاخر زمانی جائز ہوتا لازم کیوں ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں لزوم ذاتی نہیں لزوم خارجی ہے اور لزوم خارجی میں ذات ملزوم مستلزم ذات لازم نہیں ہوتی معروض لازم اور محل وقوع قابل ہوتی ہے ورنہ لزوم ذاتی ہوتا لزوم خارجی نہ ہوتا اس لئے اس صورت میں لازم و ملزوم خارجی لزوم میں بالعرض ہوگا جس کے لئے بالذات کی ضرورت ہے سو جس کے لئے یہ لازم بالذات لازم ہے وہی علت بالذات لازم ہے یہ محل وقوع لازم علی الاطلاق خارجی کو اور امر ہوتا ہے .

فائت ہوتی اس صورت میں قطع نظر اس سے کہ بعد وجود اور قابلیت اور بلوغ تا ختم نبوت
بالفعل کیوں نہ عطا ہوئی اور مرتبہ بالقوہ کو باوجودیکہ بالفعل عطا نہ ہوئی خرابی یہ لازم
آئے گی کہ قبل تحقیق ایک زمانہ دراز تک نبوت میں اوروں کے تابع رہیں یا یوں کہئے کہ
اکمل افراد انس وجن کی شان میں وارد ہے:

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔

یوں ہی ایک زمانہ دراز تک مرفوع القلم رہے بہرحال توقف معلوم اگر ہے تو
بین الارواح ہے بین الاجسام نہیں بین الاجسام اگر ہے تو اور توقف ہے جس سے تقدیم
تقدم وتاخر منعکس ہو جاتا ہے یعنی روحانی میں تو حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم موقوف علیہ اور ارواح جملہ انبیاء باقیہ علیہم السلام موقوف اور وجود
جسمانی میں حضرت آدم حضرت ادریس حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل علیہم السلام
آباء کرام محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم موقوف علیہ اور جسم اطہر حضرت ساقی کوثر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم موقوف۔

باقی رہا آباء و امت، پیر وغیرہ شامل ہے کہ اطلاق روح اور جسم دونوں پر عرف عام
میں معروف ہے کبھی میں اور آپ آباء اور امت بہ نسبت اپنی یا کسی دوسرے کی روح
کے بولتے ہیں اور علی ہذا القیاس کبھی بہ نسبت جسم کے کبھی کہتے ہیں میں نے مارا یا مجھکو
مارا اور ظاہر ہے کہ سب احکام جسمانی ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ مجھکو غصہ آیا یا مجھ پر غصہ آیا
یہ سب احکام روحانی ہیں علی ہذا القیاس مصداق اسماء بھی عرف عام میں دونوں ہوتے ہیں
سو میں نے ایک اسم واحد کے لئے تقدم زمانی یا ذاتی اور نیز تاخر زمانی اگر ثابت کر دیا تو کونسا
محذور لازم آیا اور اگر لازم آتا ہے تو مجھ پر اور آپ پر دونوں پر لازم آتا ہے پھر یہ کونسا
انصاف ہے کہ جناب والا کی طرف سے بھی ذمہ ہو اور اگر یہ سزا اس جرم کی ہے کہ میں نے

موقوف علیہ کیوں کہا، اول ما خلق اللہ نوری کیوں نہ کہا قریب سے ہی مگر پھر بھی وجہ اس تخصیص بیجا کی اس جرم کے ساتھ بھی کچھ چاہیئے ۔

شبہ دوم ثانی

نبوت خاتم عین خاتم یا مقتضائے ذات خاتم کیونکر ہو سکتا ہے

حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوت کے ساتھ ایسے موصوف بالذات غیر مکتسب من الغیر ہیں جیسے واجب الوجود تعالیٰ موصوف بالذات ہے اور معلوم ہے کہ وجود واجب الوجود عین ذات ہے کما ہو الحق یا مقتضائے ذات کما ہو عند المتکلمین پس فرمادیں کہ نبوت خاتم کیونکر عین خاتم یا مقتضائے ذات خاتم غیر مکتسب من الغیر ہے ۔

جواب

تمام لوازم ذات بالمعنی الاخص ناشی عن الذات ہوتے ہیں

فقط کیونکر سے اگر سوال کیفیت مد نظر ہے تو آپ پہلے کیفیت عینیت وجود خداوندی یا کیفیت مقتضائیت وجود خداوندی بتلائیے پھر مجھ سے سوال کیجئے اور اگر استفسار علت عینیت و مقتضائیت ہے تو بھی اول آپ ہی ارشاد فرمادیں اور اگر کوئی مقدمہ جو بیان آپ کے نزدیک مخالف عرض احقر ہے اور تفصیل مخالفت یہ ہے کہ بقیاس وجود واجب صیغہ زمرہ عینیت یا مقتضائیت لازم ہے اور وہ مقدمہ اس کے مخالف خبر دیتا ہے تو اول اس مقدمہ

ہے ایسے ہی اطلاق وجود بھی ذات بابرکات پر نارسا کہئے تو بجا ہے جیسے اطلاق دھوپ
شعاع خارج من الشمس پر، اور اطلاق شعاع نور ممتد فی ذات الشمس پر نارسا ہے اور کیوں
نہ ہو مرتبہ محکوم بہ بہ نسبت مرتبہ محکوم علیہ کی نسبت انقص ہے اور اطلاق مفہوم ناقص مصداق
کامل پر نارسا ہے اور پھر تعبیر بہ اسامی ان مراتب کے ساتھ مخصوص اگرچہ جنس مشترک
سب کی ایک ہی کلی مشکک ہو کلی متواطی گو نہ ہو ایسے ہی علم عالم وجود موجود وغیرہ مفہومات
اور مصادیق کو خیال فرما لیجئے بالجملہ مرتبہ صادر مثل دیگر صادرات منجملہ صفات ہے
گو اس کو صفات ثبوتیہ عینیہ میں نہ رکھا ہو اور اس وجہ سے کوئی اس کو صفت نہ کہتا ہو.

نبوت کا مقتضائے ذات اور عین ہو!

لیکن ایسے ہی نبوت اور نبی کو سمجھئے کیونکہ نبوت ذاتی ہو تو منجملہ صادرات ہو
از قسم واقعات نہ ہو خیال فرمائیے غیرۃ یعنی ما بہ النبوۃ جس میں کلام ہے اور جس کا وصف
ذاتی ہونا منظور ہے اگر عین الذات ہو گی تو منجملہ صادرات ہو گی از قسم اوصاف واقعہ
من الخارج نہ ہو گی اور صادرات کو آپ سن ہی چکے ہیں کہ مقتضائے ذات مصدر ہوتے ہیں
عین مصدر نہیں ہوتے ہاں مرتبہ ذات بھی عاری نہیں ہوتا سو اگر اطلاق مفہوم صادر بعنوان مشترک
ذات مصدر پر بایں وجہ درست ہے کہ وہ بھی عاری عن الاصل والوصف نہیں ہوتی تو اطلاق نبوۃ
بمعنی مذکور بھی درصورت صدور معتبر حق درست ہو گا اور نہیں تو نہیں لو اگر اطلاق میں اتباع
عرف عام یا خاص ہے اور اس وجہ سے کہیں اطلاق کرتے ہوں کہیں نہیں کرتے ہوں تو ہو سکتا ہے
کہ وجود بوجہ عرف عام یا خاص عرف صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ مرتبہ ذات پر بھی بولا جاتا ہو
اور نبوت مرتبہ ذات نبی پر بھی بولی جاتی ہو مگر مرتبہ صادر کی مقتضائے ذات نبی ہونے
میں کچھ تامل نہیں مگر شرط یہ ہے کہ نبوت سے نبوت بمعنی ما بہ النبوت مراد لیجئے اور ادھر

اور اس وجہ سے اس کو معقول کہیں تو زیبا ہے الغرض معقول واحد اور وصف واحد دونوں میں
مشترک ہوتا ہے جب یہ تعقل معلوم ہوگیا اور ایک کا دوسرے کی نسبت طفیلی ہونا بھی
حاصل اس تقریر مشہور کا یہ ہے کہ جو بالعرض ہے اس کے لئے کوئی بالذات چاہیئے ظاہر ہوگیا تو

وجود ممکنات بالذات و ذاتی نہیں بالعرض ہے

اب اور سنئے وجود ممکنات بالذات و ذاتی نہیں بالعرض ہے اور وہ بالذات جو کہ
بالعرض کے لئے چاہیئے یہاں وہ وجود ہے جو ذات کبریا سے صادر ہوا ہے اور اس
وجہ سے اس کو لازم ذات خداوندی کہئے تو زیبا ہے اور اسی کو محققین صوفیہ کرام صادر اول
اور وجود منبسط اور نفس رحمانی کہتے ہیں اس وجود کو تو عین ذات کوئی نہیں کہتا اور اگر
بعض اکابر نے اسی کو ذات قرار دیا ہے تو وجہ اس کی یہ ہے کہ ادراک کیا ہے کہ ان کا ادراک
کسی وجہ سے یہیں منتہی ہوگیا اگرچہ ادراک بالذات سب کا یہیں منتہی ہوتا ہے اور وہ
وجود جو متصف بالذات ہے وہ یہ عین ذات ہے مثل صادر اول مقتضائے ذات اور
لازم ذات نہیں مگر یہ قاعدہ فقط صادر اول ہی میں اس وقت منحصر نہ ہوگا بلکہ تمام صفات
اولیٰ جیسے حیات و علم وغیرہ اور جو لوازم ذات ہیں وہ مصدر و مخرج اور کہ ہر صادر کے لئے جدا مصدر ہے
اور ہر خارج کے لئے جدا مخرج اگرچہ فرق اعتباری ہی کیوں نہ ہو اس تقریر پر محققین اور متکلمین
میں جو نزاع لفظی کچھ نہ ہوگا جو یوں کہا جائے کہ یہ حق ہے اور یہ ناحق باقی رہا لا عین ولا غیر کا
اس کا ذکر اس مقام میں اگرچہ بے محل نہ ہوتا تو آپ کی خدمت میں اس کی تقریر بھی عرض کرتا چلتا۔
ہاں یوں سنئے کہ جیسے علم کو عین عالم نہیں کہتے حالانکہ علم عین قوۃ علمیہ ہے اصل مبدأ انکشاف
ہے جیسے مثل نور بذات خود منکشف ہے اور صور کے لئے جس کو اور صاحب مبدأ انکشاف
کہتے ہیں کاشف ذات عالم ہی سے صادر ہوتا ہے اور یہاں بھی وہی صدور اور خروج کا قصہ

شبہ ثالث

خاتم یعنی موصوف بالذات واسطہ فی العروض کیونکر بنتا ہے

صراحۃً فرماتے ہیں کہ خاتم یعنے موصوف بالذات صلی اللہ علیہ وسلم موصوفین بالعرض
کے لئے واسطہ فی العروض ہیں اور تمثیل واجب الوجود سے بھی اسی طرف اشارہ ہے کیونکہ
وہ بھی ممکنات کا واسطہ فی العروض ہے اور معلوم ہے کہ ذو واسطہ فی العروض عاری
عن الوصف ہوتا ہے جیسے ممکنات عند المحققین عاری عن الوجود ہیں الاعیان الثابتہ
ما شمت رائحۃ من الوجود اگرچہ نسبت وصف کی طرف ذی واسطہ کے مجازاً کرتے
ہیں مگر حقیقۃً سلب کرتے ہیں پس لازم آیا کہ انبیاء موصوفین بالعرض عاری عن النبوت
مثل ممکنات عاری عن الوجود کے ہوں اور سلب نبوت کا حقیقۃً ان سے درست ہوا
اور بھی واسطہ فی العروض ذی واسطہ سے وجوداً متمائز و ممتاز نہیں ہوتا جیسے جسم لون کا واسطہ
فی العروض تحیز میں ہے اور ممتاز فی الوجود نہیں ایسے ہی واجب ممکن سے ممتاز فی الوجود
نہیں پس چاہیے کہ انبیاء موصوفین بالعرض ممتاز فی الوجود موصوف بالذات سے نہ ہوں
اور بھی درصورت واسطہ فی العروض وصف متعدد بالشخص نہیں ہوتا بلکہ ایک ہی وصف
دو موصوف کی طرف منسوب ہوتا ہے جیسے ایک تحیز جسم اور لون دونوں کی طرف اور ایک
وجود واجب اور ممکن دونوں کی طرف منسوب ہے اور یہاں وصف نبوت ہر نبی کو
جدا جدا عارض ہے پس واسطہ فی العروض کیونکر بنتا ہے ۔

نبوت کو وصف ذاتی یعنی صادر من الذات قرار دیجئے اب دیکھئے نبوت کا مقتضائے ذات
ہونا بھی واضح ہوگیا اور عین ہونا بھی ظاہر ہوگیا۔

ہاں وہ خلجان جو بوجہ نہ معلوم ہونے حقیقت نبی کے اس مقام پہ عارض حال ہو سکتا
ہے باقی۔ سو اس کے مٹانے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ جیسے بشریت میں انبیاء
علیہم السلام مماثل امت ہوتے ہیں ایسے ہی مرتبہ حقیقت روحانی میں نوع علیحدہ ہوتے
ہیں خواہ علیحدگی از قسم تشکیک رکھئے اور ایک وجہ سے یہ خیال بجا ہے خواہ از قسم تباین اور
ایک وجہ سے یہ خیال حق ہے۔

الغرض ما نحن فیہ میں نبی کی مقتضیات الجسمیہ اس بات کے خواہاں نہیں کہ مراتب روحانی
میں بھی انبیاء مماثل ہوں تفاوت مراتب ہرگز نہ ہو یہی وجہ ہے کہ جیسے قل انما انا بشر مثلکم
آیا ہے ایسے ہی کافروں کا ان ہذا الا بشر مثلنا کہنا آیا ہے جس سے بشرط ذوق سلیم یہ بات
نمایاں ہے کہ کفار کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام کو مثل اپنے کہنا
بے شک غلط ہے سو مضامین متعارض الظاہر کی تطبیق ابھی اسی طور متصور ہے جیسے ہم نے
عرض کیا الغرض انبیاء علیہم السلام کو اپنا سا تصور نہ فرمائیے اور پھر اس قسم کی نبوت کے عین
مقتضائے ذات ہونے کو انکار نہ کیجئے اگر یہ صحیح ہوتا تو ہم بھی نبی ہو سکتے۔

ذاتی یعنی بالذات ہو اور کہیں عرضی یعنی بالعرض پھر جہاں بالعرض ہو کہیں بوجہ مزید حسن
قابلیت وصف مقبول کی شدت ہو جیسے نور کا ظہور آئینہ میں ہوتا ہے اور کہیں بوجہ نقصان
قابلیت وصف مذکور ضعیف ہو جیسے زمین کا حال وقت عروض نور معلوم ہوتا ہے سو
موصوف بالذات تو افضل ہو اور اکمل علی الاطلاق ہوتا ہے اور کوئی موصوف بالعرض اگر
بوجہ حسن قابلیت کسی دوسرے موصوف بالعرض ناقص القابلیت سے افضل ہوتا ہے
تو اول تو اس موصوف بالعرض سے کمتر ہوتا ہے جس کی قابلیت اس سے بھی زیادہ ہو۔

اور اگر فرض کیجئے یہی سب میں زائد قابلیت ہے تو موصوف بالذات سے تو بہر حال
کم ہی رہے گا کیونکہ موصوف بالذات اور موصوف بالعرض کے تساوی بھی اگر ممکن ہو تو ممکنات
کا خدا کے برابر ہو جانا ممکن اور زیادتی اگر متصور ہو تو تساوی چھوڑ تفضیل متصور ہے بہر حال
موصوف بالذات تو تمام موصوفین بالعرض سے موجود فی الخارج ہوں یا مقدر الوجود افضل
ہوتا ہے اور سوا اس کے اور کسی کی افضلیت ایسی عام اور اکمل اور مطلق نہیں ہوتی۔

سو آپ اگر مدعی افضلیت تامہ عامہ مطلقہ بہ نسبت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں تو موصوف بالذات اور واسطہ فی العروض ہونا انہی کا آپ کو ماننا پڑے گا ورنہ ہم
تو نہیں کہہ سکتے لیکن یہ اقرار افضلیت ہوگا تو در پردہ انکار افضلیت بھی ساتھ ہی ہوگا کیا
آپ کی انصاف پرستی سے اس وقت اس بات کا امیدوار ہوں کہ جیسے مشہور ہے سہ

حاجت نیک مردوکاں کو باشد

اس بات کو اگرچہ قاسم ہی کی کہی کیوں نہ ہو تسلیم ہی فرما دیں گے اور جیسے کسی نے
کہا ہے "۔ عاشق کی جنبش نہ سری جان اسکا سے ما حسن پہ ادا کی نہ فرما دیں گے اس گذارش سے
تو از قسم نصیحت فی الدین سے فراغت پائی۔

ہے جن کے نزدیک معقولات منجملہ منقولات ہیں اور جن کے نزدیک منقولات ہی منقولات
ہیں بلکہ ایک حساب سے منقولات بھی معقولات ہیں یعنی بوسیلۂ عقل ہی ثبوت منقولات ان کو معلوم
ہے یہ نہیں کہ عقل کی بات ہیں موافق نقل ہو یا مخالف ان کے نزدیک ایسے مضامین میں کسی کو کب
منکر کی نسبت نہیں۔

ثبوت تعدد شخصی و وصف نبوت؟

البتہ اعتراض باقی رہتا ہے یہ ہے کہ وصف عارضی من الواسطہ علی ذی الواسطہ متعدد بالشخص
نہیں ہوتا اور یہاں وصف نبوت متعدد بالشخص ہے اس کا جواب بھی وہی ہے کہ یہ اعتراض بھی
ثبوت تعدد شخصی وصف نبوت پر موقوف ہے اور یہ بات آپ سے ثابت ہوئی نہ ہو انشاء اللہ تعالیٰ اور اس
تعدد شخصی انبیاء کرام علیہم السلام شاید مرزائی خیالات ہوں گے بھی یہ خیال ہے تو یہ بات تمام موصوفین بالعرض
اور موصوف بالعرض میں یوں کہئے تمام وسائط فی العروض اور معروضات میں پائی جاتی ہے موصوف بالذات
اور موصوف بالعرض اور واسطہ فی العروض اور معروض واحد بالشخص نہیں ہوتے یعنی جو موصوف بالذات
ہوتا ہے وہ موصوف بالعرض نہیں ہوتا ہے اور واسطہ فی العروض اور ہوتا ہے اور معروض اور ہوتا ہے
مگر ہاں یوں کہئے کہ سب نبوت حقیقی بعض اجسام انبیاء علیہم السلام کو سمجھے ہوں اور اس وجہ سے تعدد شخصی
وصف واحد غلط معلوم ہوتا ہے مگر جو شخص موصوف حقیقی بالنبوۃ اور روح انبیاء علیہم السلام کو سمجھتا ہو اور
اطلاق نبی اجسام پر مثل اطلاق دیگر اوصاف روحانی مجازی و عرضی جانتا ہو اس کے نزدیک یہ تعدد جسمانی
مانع قرب روحانی نہیں ورنہ یہ تعدد اعضاء مرشد بلکہ شیخ صحبت اور نیز حدیث المرء مع من احب وغیرہ
الفاظ کی رو سے سب غلط ہو جاویں وہی نکتے یاد رہیں وہ کہاں کہاں نہیں ہو سکتیں اس حساب
سے تو کلام اللہ اور تمام احادیث میں بجز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں بھی تحریف
معنوی کر سکتے ہیں۔

عالم اور موصوف بالذات کو بھی اضافی ہی سمجھئے کہ وہ بہ نسبت اپنے ماتحت کے عالم اور
بہ نسبت اپنے مستفیدوں کے موصوف بالذات ہیں۔

دوسرے یہ اعتراض ہے کہ گو درست ہے کہ جزئی اضافی مثل بعض فن وغیرہ کے اگر جزئی
بمعنی مالا یصدق الا علی واحد مشخص ہے تو ان میں یہ بات کہاں اور نہیں تو پھر اس کو جزئی کیوں
کہتے ہیں اگر وہاں امتناع عن الشرکت سے بحث نہیں بلکہ اس خصوص پر نظر ہے کہ بعد
جزئی حقیقی کو بالضرور لازم ہے اور فقط بلحاظ خصوص جزئی کہہ دیتے ہیں گو خصوص مانع
عن الشرکت نہیں ہے جو خلاصہ حقیقت جزئی ہے فقط خصوص رہنے دیتے ہیں اور مفہوم
منع کو حذف کر دیتے ہیں تو یوں بھی مفہوم مستفاد منہ مستغنی عن الغیر جس سے موصوف
بالذات حقیقی اور عالم حقیقی کی حقیقت کا خلاصہ ہے تجرید کر کے فقط مفہوم مستفاد منہ
رہنے دیتے ہیں اور باقی کو حذف کر دیتے ہیں اس صورت میں یوں کہئے کہنا بھی صحیح ہے
اور اعتراض بھی کچھ نہیں۔

ہاں یہ تقریر مناظرہ رسالہ مذکور میں مرقوم ہے شاید آپ کی نظر سے نہیں
گذری اور نسخہ یہ کہہ کر کے لکھی تھی اور آپ یوں فرماتے ہیں۔

"اور اگر موصوف بالذات نہیں انتہی۔

محذور رابع

کیا خاتم موصوف بالذات متعدد ہونگے؟

خاتم بمعنے موصوف بالذات یعنی للسلسلہ اگر متحقق ہو تو لامحالہ ایک ہی ہوگا جو خاتم سلسلہ کل موصوفین بالعرض کا ہو پس چھ خاتم جو طبقات ستہ میں ہیں کسی قسم کے خاتم ہیں اگر وہ بھی موصوف بالذات ہیں تو تعدد لازم آیا اور جن کو موصوف بالعرض قرار دیا تھا بعض ان میں سے موصوف بالذات نکلے اور اگر موصوف بالذات نہیں تو خاتم نہ ہوئے پس اثر ابن عباس سے انکار لازم آیا اور اس میں بھی کنبکم موجود ہے۔

جواب

خاتم حقیقی اور اضافی

مولانا یہ اعتراض تو آپ کے منہ زیب نہیں دیتا کیا آپ فرق حقیقی و اضافی سے بھی واقف نہیں جیسے جزئی حقیقی بھی ہوتی ہے اور اضافی بھی ہوتی ہے ایسے ہی خاتم بھی حقیقی ہوتا ہے اور اضافی بھی ہوتا ہے صفحہ[1] ۳ کی تحذیر الناس کی یہ عبارت دیکھئے۔

"ہر زمین میں اسی زمین کے انبیاء کا خاتم ہے پر ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے خاتم۔ انتہی۔

میں اگر اوروں کی خاتمیت کو بھی علی الاطلاق رکھتا تو یہ اعتراض بجا تھا سو جیسے جزئی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اپنے مافوق کی نسبت جزئی ہے علی الاطلاق جزئی نہیں ایسے ہی

---

[1] صفحہ ۵ جدید ایڈیشن مکتبہ قاسم العلوم کراچی

تو بھی تشبیہ تام آیا ہے اس تشبیہ کے لئے تو شرکت فی الجملہ ہی کافی تھی خاتمیت ثابت کرنے
کی کیا حاجت تھی اور اگر یہ حاجت تھی تو ویسی خاتمیت ثابت کرنی چاہئے جیسے خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم کو بالنفس ہے اور وہ حضرت خاتم کیلئے موصوف بالذات ہیں جس میں ۔
قاسم کے نزدیک شرکت کی ہرگز گنجائش نہیں اور یعنے آخر عن جمیع الانبیاء لینا درست
نہیں اس واسطے کہ خاتم اور انبیاؤں کا پیدا ہونا بعد خاتم مطلق کے بھی قاسم ممکن کہتا ہے کہ
جسے زیادہ ہوں گے تو فضیلت خاتم مطلق کو بڑھے گی جو کوئی بس امکان یا فعلیہ سے انکار
کرے زیادہ فضیلت سے منکر ہو اور کمی فضیلت کا قائل ہے اور یعنے خاتم طبقہ اول بھی
لینا درست نہیں اس واسطے کہ اس تقدیر پر زیادہ فضیلت سے انکار قاسم ہی کو لازم آتا ہے
کہ جس سے غیروں کو متہم فرماتے ہیں ۔

جواب

حرف مکرر

مولینا مقدمات سابقہ خصوصاً مقدمہ رابعہ ہی کافی تھا آپ نے اس مقدمہ کے
رد فرمانے میں کیوں تکلیف اٹھائی اس لئے اس کے جواب میں بھی جوابات گذشتہ
ہی کافی ہیں دیکھئے یہ اعتراض شاید یہ معنی ہوا ہے کہ تقریر بالا سے ایک محذور پیدا ہوا
ہے پر ایسے دیکھئے تو آپ نے دکھلائے کو خواہ مخواہ وہ احتمالات ہیں جو رد فرماتے ہیں
جو آپ کے نزدیک بھی بے جا ہیں کہ قاسم ان احتمالات کو ہرگز تسلیم نہ کرے گا مگر جب
آپ نے اسی مضمون سابق کو لوٹا کر ایک دوسری شق جدا گانہ قرار دیا تو ہم بھی جواب مستقل ہی
رقم کرتے ہیں ۔

سنئے خاتمیت زمانی کا مراد ہونا نہ ہونا پھر دیکھا جائے گا اور یہ بات کہ میں پھر بھی

مجدد و رخاص

تعدد خاتم الانبیاء کیسے ممکن ہے؟

تمہارے نزدیک خاتم بمعنے اس کے کہ سب انبیاء سے آخر ہو ہرگز ہو نہیں سکتا
کیونکہ خلاف سیاق آیۃ کریمہ کے سمجھتے ہیں اور خلاف اثر ابن عباسؓ کے ہے اور اس
معنی کے لینے سے اس کے نزدیک کچھ فضیلت بھی نہیں پس ضرور ہوا کہ خاتم تو اس
معنی پہ ہو جو مذکور ہوئی یا بمعنی خاتم الانبیاء طبقہ اولی اور اس معنی لیجئے باوجود لزوم تعدد ذوات
سافلہ کے پیدا ہونا تعدد لازم آتا ہے کہ اور خاتموں کی اس معنی کی خاتمیت نہیں ہو سکتی اور ثانی
میں اول تو کچھ فضیلت نہیں بقول قاسم کے جب کہ سب انبیاء سے آخر ہونے میں فضیلت
نہیں تو ایک طبقہ کے انبیاء سے آخر ہونے میں کیا سر ہے کہ کیا فضیلت ہو گی ثانیاً خصوصیت
طبقہ کس قرینہ سے سمجھی جائے گی ثالثاً دوسرے خاتموں کو خاتمیت طبقہ اولی کیسے
ثابت ہو گی تاکہ مثل ہو گی اور اگر خاتم بمعنے خاتم طبقہ مطلقہ لیں تو البتہ سب خاتم اسی معنی
میں شریک ہو جائیں گے مگر خاتم اول کی کچھ فضیلت دوسروں پر ثابت نہ ہو گی اور سیاق
آیۃ کے مخالف ہو گا لیکن اثر ابن عباسؓ کے مخالف۔

اب یہ ارشاد فرمائیں کہ خاتم بمعنے موصوف بالذات لیکر کیونکر آیت اثر ابن عباسؓ
کی موید ہے اور مخالف نہیں حالانکہ آیت چاہتی ہے کہ سب انبیاء کا خاتم ایک ہو اور حدیث
چاہتی ہے کہ متعدد ہوں اگر یہ فرمائیں کہ آیت میں خاتم بمعنے موصوف بالذات کے ہے اور
حدیث میں خاتم بمعنے طبقہ ہے پس منافات نہ رہی تو یہ ارشاد ہو کہ حدیث میں لفظ خاتم
کہاں آیا ہے جس کے معنی یہ لئے جائیں۔

اس تکلف و طائل کی کیا ضرورت ہے جس کے لئے اتنی عرق ریزی فرمائی حدیث میں

مقتضا ہو نہ معلوم ہوں گے تو پھر یہ تشبیہ صحیح نہ ہو گی۔

بہر حال ثبوت مناسبت علاوہ جیسے اتصاف ذاتی حقیقی مقتضائے تشبیہ ہے ایسے ہی بحکم مناسبت
نظر بر تقریر مسطورہ بالا اسکو بشہادۃ اثر مذکور اہل علم و تحقیق سے بہت مستبعد ہے ۔

الغرض مقتضائے تشبیہ ہرگز نہیں کہ مشبہ بعینہٖ مثل مشبہ بہ موصوف بالذات ہو فقط
اتنی بات ضرور ہے کہ لفظ کمالات نبوت اصلی و ظلی مطابق یک دیگر ہوں اور دونوں کا ایک
ہی مناسبہ جو حاصل ہوا سب ضروری تو فقط اتنا ہی ہے باقی رہی آپ کی تعریفات اور شبہات
ان کے مکافات کے لئے بہت نہیں تو تھوڑا سا ہی کچھ سن لیجئے

تقدم و تاخر زمانی سبب فضیلت نہیں

آپ تاخیر زمانی کے نہ ہونے کی میری طرف تین وجہ بتلاتے ہیں ایک مخالفت
سیاق دوسری مخالفت اثر ابن عباسؓ تیسری عدم فضیلت ۔

واقعی ان میں سے دو وجہیں تو اسی بات کو مقتضی ہیں کہ لفظ تاخر زمانی کو مدلول مطابقی
خاتم النبیین تو قرار نہیں دے سکتے اور یہی وجہ ہے کہ خاکسار تحذیر کو اب تک اس کا کچھ جواب
نہیں آیا اگر مخالفت سیاق نہیں تو آپ ہی فرمائیے کیونکر اتفاق ہے یہ شبہ تو یہ ہے کہ ایسا تسمہ
نہ ہو جیسے کہا کرتے ہیں پیا وہ ہی رنگ کالیکھا ۔

علی ہذا القیاس تاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں تاخر زمانی اور تقدم زمانی اور ہے اور
تقدم بالشرف اور تقدم و تاخر کے معنے یہ دونوں تو عین جدی جدی ہیں ایک کو دوسرے سے
کچھ علاقہ نہیں البتہ مناسبت بمعنی اتصاف ذاتی کو تقدم بالشرف ضروری ہے ورنہ آپ ہی فرمائیے
کہ تاخر زمانی میں بالذات کیا فضیلت ہے ہاں اور مقدمات کو ملا کر اس سے کچھ نتیجہ نکالیں
تو ہو سکتا ہے پر وہ مقدمہ منضم اگر یہی مقدمہ ہو کہ مرتبہ آخر ہے تب تو یہ ہاں سے بھاگے

تا خر زمانی میں اثر مذکور مخالف خاتم النبیین نہیں اور وجہ اسکی گو تحذیر میں نہیں لکھی پر یہاں لکھتا ہوں۔

جملہ اسمیہ ثبوت محمول متجدد موضوع کے لئے اگرچہ زمانہ کا خواستگار ہے پر زمانۂ خاص پر مثل جملہ فعلیہ دلالت نہیں کرتا اور جیسے ضرب زید میں امس کہنا درست اور غدا کہنا درست نہیں بالعکس یضرب زید میں غدا کہنا درست ہے امس کہنا درست نہیں ایسے ہی زید ضارب میں بھی یہی بات ہوتی اور امس اور الیوم اور غدا تینوں قیود کا لگانا درست ہوتا سو جملہ ہٰذا کیونکہ جملہ اسمیہ ہے وہ بذات خاص زمانہ حال کا خواستگار نہیں ورنہ جملہ آدم منجدل الخ میں تغلیط کے لئے معنی خصوص کی کوئی وجہ اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ تو آدم ادنیٰ سے نیچے سے لیکر اوپر تک ایک دوسرے سے اس طرح سے آگے پیچھے ہوں کہ زمین ہفتم کا خاتم سب میں اول ہو اسکے اوپر کا خاتم اسکے بعد اسکے اوپر کا خاتم اس کے بعد اس کے اوپر کا خاتم اور بعد اور بہ نسبت خاتم سب کے بعد میں اور اوروں کی خاتمیت اضافی ہو اور آپ کی مطلق اتنا فرق ہے کہ خاتم ارض ہفتم فقط اس طبقہ کا آخری ہو اور خاتم طبقہ ششم اپنے طبقہ کا بھی خاتم ہو اور طبقہ ہفتم کا بھی خاتم ہو علیٰ ہذا القیاس اوروں کو سمجھئے اور آپ جانتے ہیں کہ اس میں کچھ خرابی نہیں اور میں نے شروع بحث خاتم میں بھی اسکی طرف اشارہ کیا ہے یعنی صفحہ نہم کی سطر دوم سے لے کر صفحہ دہم کی سطر ہفتم تک وہ تقریر ہے جس سے خاتمیت زمانی بھی بحکم مدلولات مطابقی ہو جاتی تھی. یہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"قاسم کے نزدیک خاتم بمعنی اس کے تو ہو ہی نہیں سکتا کہ سب انبیاء سے آخر ہو۔"

سو اتنا غور نہ کرنے کا کچھ علاج نہیں اگر تقریر مشارٌ الیہا پر غور فرمایا تھا تو سطر

مماثلت کلی اور کوئی احتمال نہیں سوجھتا مگر اس دلالت کے بھروسے مقدور مایہ میں دو
ارشاد تھا تو آپ یہاں کیوں بھول گئے جو یوں فرماتے ہیں کہ حدیث میں لفظ خاتم کہاں آیا ہے
اور اگر آپ یہ فرمائیں کہ تشبیہ سے اگر ثابت ہوگی تو اسی قسم کی خاتمیت ثابت ہو
گی جس قسم کی خاتمیت مشبہ بہ میں ہوگی یہ بات کہ کہیں تیرہ کہیں تئیس یعنی ایک جا خاتمیت
مرتبی ہو ایک جا خاتمیت زمانی قرین عقل نہیں بظاہر کلام موجہ ہے مگر جب آپ کے
نزدیک اشتراک فی الجملہ تشبیہ کے لئے بس کافی ہے ۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں اس تشبیہ کے لئے شرکت فی النبوۃ کافی تھی تو پھر جس
قدر مطابقت بن پڑی تو بہتر ہے کیونکہ در بارۂ تشبیہ تفاوت عند التحاسب المعدود کو معتبر ہے
اور اس تقریر سے اس بات کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ شرکت فی النبوۃ ہی کافی ہے اور حرف
مزید کی وجہ بھی معلوم ہو گئی اگرچہ نہ یہ اپنا مافی الضمیر ہے اور نہ دراصل یہ وجہ حرف مزید کی ہے
بلکہ حرف مزید کی نوبت ہی بفضلہ تعالیٰ نہیں آتی کل دو ڈیڑھ ورق میں جو کچھ آپ نے دیکھا ہے

اتصاف میں دو وجوہ کا اختلاف ہو تو خرابی لازم نہیں آتی

اپنے نزدیک تو وجہ تشبیہ دین تطابق تفسیر کمالات اور استقرار نسبت واقعیہ لیا ہے
بنیاد زمین بنا اور نسبت واقعیہ بنیاد امامت رکھی ہے جس سے ایک جانب اتصاف
بالذات اور دوسری جانب اتصاف بالعرض بھی ہو تو کچھ خرابی لازم نہیں آتی اور حرف مزید کی
نقل اندیشہ لزوم تکذیب ابن عباس اور پاس ایمان محدثان والا مقام و دیگر متبعان
معتقدین محدثین مذکورین ہے بلکہ غور سے دیکھئے تو یہ تکذیب اور تکفیر نو بخشی ہے کیونکہ
اثر مذکور بروئے انصاف بالمعنی مرفوع ہے سو آپ ہی فرمائیں کہ یہ طرح مزید کی جو سراسر تحقیق
نور ہے اور بفضلہ تعالیٰ تعبیر حرف مزید بجمیع الوجوہ صحیح محل صالح ہے اگر نیت اچھی ہو ؛

بغور و بستم صفحہ نمبر ۳ کو ملاحظہ فرمالینا تھا اس عبارت کو نقل کئے دیتا ہوں۔

"اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی۔ انتہی"

اسکے بعد پھر وہ تقریر مشار الیہ ہے یعنی باقی ارشاد کہ آیت سے یہ ثابت ہے کہ سب انبیاء کا ایک خاتم ہو اور حدیث سے یہ ثابت ہے کہ متعدد ہوں اور اس وجہ سے آپ آیۃ اور اثر مذکور کو مخالف یک دیگر سمجھتے ہیں بعد تقریر مذکورہ بالا قابل سماعت نہیں کیونکہ حدیث مذکورہ میں اصلیت اور ظلیت کی طرف اشارہ ہو بھی نہیں سکتا البتہ تقابل نقشۂ کمالات کو اگر مدلول مطابقی کہئے تو زیبا ہے لیکن اس سے وحدت خاتم حقیقی میں کچھ رخنہ نہیں پڑ سکتا۔

آگے آپ یہ ارشاد فرماتے ہیں:-

"کہ حدیث میں لفظ خاتم کہاں آیا ہے۔"

واقعی حدیث میں لفظ خاتم نہیں لیکن آپ کو بہت دیر کے بعد یہ بات یاد آئی اگر یہی تھا تو مدد روایت کے آخر میں یہ ارشاد کس لئے تھا:-

"بہر حال اگر موصوف بالذات نہیں تو خاتم نہ ہوسکے پس اعتراض ابن عباسؓ سے اور وہم آیا اس میں بھی بعینہٖ موجود ہے۔"

اس لئے کہ جب تشبیہ مفہوم خاتمیت پر دلالت ہی نہیں کرتی تو انکار بھی لازم نہیں آتا اور اگر دلالت خاتمیت پر منجملہ مسلمات احقر سمجھکر یہ ارشاد تھا تو میں نے فرما دیا تھا کہاں حاجت کیا ہے کہ خاتمیت حقیقی اس سے ثابت ہوتی ہے ہاں یوں کہئے تناسب میں مطابقت اس تشبیہ سے سمجھا جاتا ہے اس لئے منکرین اثر میں سے اکثر معتقد مساوات کی کوشش اٹھا کر ہو گئے اور منکرین اثر اسی وجہ سے منکر ہو گئے کیونکہ بصورت تسلیم ظاہر چیزوں کو سوا

اس صورت میں اگر بالفرض حدیث متواترہ اور معلوم تواتر ہو تو تیسیر میں مخالفت بھی ہو تو ہوا کرے لیکن یہ عرض کرنا ضرور ہے کہ بوجہ انقطاع معنوی حدیث کو اگر ترک کیجئے ہیں تو حنفی ہی ترک کرتے ہیں مگر بوجہ انطباق حدیث و کلام اللہ و بوجہ عدم مخالفت حدیث و کلام اللہ سب اہل ایمان و اسلام کے ذمہ حدیث کو تسلیم کرنا ضرور ہے۔

باقی مجھ کو آپ سے تو جو اعتقاد ہے وہ خدا تعالیٰ ہی کو معلوم ہے عام اہل اسلام کے ایمان میں بھی کچھ تردد نہیں ہوتا چہ جائیکہ یوں کہوں کہ آپ اگر مومن ہوں تو ضرور ہے کہ اس اثر کو تسلیم فرمائیں آپ نے اگر یہ کہہ دیا کہ اگر حنفی ہوں اس کو تو بلا سے

محاورہ سابع

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر ممتنع بالذات ہے؟

جب کہ خاتم سلسلہ نبوت کا تعدد تا مرتبہ کے معنے مختار سے محال ہے اور اقرار بھی ہے کہ اگر کوئی نبی کسی طبقہ سماء یا ارض میں قبل یا ساتھ یا بعد آپ کے فرض کیا جائے تو وہ بھی موصوف بالعرض ہی ہوگا اس کا سلسلہ آپ ہی پر ختم ہوگا کچھ فضیلت خاتم مطلق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نقصان نہ آئے گا بلکہ زیادہ ہو جائے گی پس معلوم ہوا کہ جیسے واجب تعالیٰ موصوف بالذات ہیں اور اس کا نظیر ممتنع بالذات ہے ایسے ہی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موصوف بالذات ہیں اور ان کا نظیر ممتنع بالذات ہے ایسے ہی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موصوف بالذات ہیں اور ان کا نظیر ممتنع بالذات ہے سبحان اللہ کیا معجزہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور میں آیا کہ منکر کو مقر کرا دیا من حیث لم یحتسب سچ

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

اور اس کا قاعدہ اس کے قاعدہ سے بڑا اس صورت میں اگرچہ بعد توہم انتزاع ساقہائے مخروط
الی غیر النہایہ لا متناہی قاعدہ دونوں منکسر ہے اور ساقہائے لا متناہی افراد مقدرہ اس بات پر ہے
لیکن افراد مقدرہ کسی مخروط معنوی کی نسبت ایسے نہ ہوں گے جیسے نقاط مفروضہ قاعدہ مخروط
حسی ہاں سو جیسے جو نقطہ اس قاعدہ سے خارج کسی اور مخروط کا مقدرہ مفروض ہو اس مخروط سے
علاقہ نہیں رکھتا اور اس کے نقاط مفروضہ یا موجودہ میں سے نہیں سمجھا جاتا اور اس وجہ سے
مخروط ثانی کے امکان یا وجود کا انکار نہیں کر سکتے اگر کریں تو کسی اور دلیل اور وجہ کے بھروسے
سے کریں ایسے ہی وہ افراد جو کسی اور مخروط معنوی مقدرہ کے سمجھے جاتے ہیں اس کے افراد نہ
کہلائیں گے اور نہ اس وجہ سے انحصار امکانی فی مخروط الواحد اور امتناع مخروط دیگر ثابت ہوگا۔

جب یہ بات ذہن نشین ہو گئی تو اب سنیئے کہ یہ جو کہا ہے تو افراد مقدرہ
معروضات نبوت ہی کی نسبت یہ کہا ہے کہ وہ سب آپ ہی سے مستفیض ہوں گے کسی
خاتم مقدر کی نسبت یہ گذارش نہیں کی اس اگر خاتم مقدر کو بھی موصوف مقابل زاویہ اس مخروط
نبوت یعنی نقطۂ ذات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل قاعدہ کی جانب
واقع فرض کریں جیسے خواتم اماکن سافلہ کی نسبت بھی خیال ہے تب وہ بھی اسی مخروط خارجی میں
داخل ہو جائے گا ورنہ اگر یہ سا کہ مخروط ثانی تجویز کریں تو پھر یہ نقطہ مثل نقاط مقدرہ قاعدہ مخروط
نہ ہوگا جو اس کو منجملہ انبیائے مفتاتات الیہ جملہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجویز کریں اور
امتناع خاتم دیگر تسلیم کریں۔

علی ہذا القیاس بذریعہ احاطہ اگر تقریر امتناع تحریر کریں تو اس کا ماحصل بھی یہی ہو
گا کہ موطن نبوت موجود فی الخارج میں دوسرا خاتم ممکن نہیں اگر ممکن ہے معروض نبوت ممکن
ہے موطن نبوت ایک موطن خاص ہے اور موطن وجود اس سے وسیع اور عام ہے اور
یہ وسعت بھی اتنی کچھ کہ کچھ نہایت ہی نہیں کیونکہ غیر متناہی میں سے امثال متناہی الی غیر

دربارۂ وجود موصوف بالعرض ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سلسلۂ وجود خدا تعالیٰ پر ختم ہو جاتا ہے
اسی لیے خدا تعالیٰ کا ثانی تمام مواطن وجود میں سے کہیں نہیں ہو سکتا اور نیز یوں بھی کہہ سکتے
ہیں کہ خدا تعالیٰ تمام مواطن وجود کو محیط ہے اگر ثانی خدا ہو تو وہ اسی طرح تمام مواطن وجود کو
محیط ہوگا اجتماع مثلین لازم آئے گا جسکو اجتماع الضدین بلکہ اجتماع النقیضین لازم
ہے کیونکہ ہر شے اس بات کو مقتضی ہے کہ اس کے مبلغ احاطہ میں اور کوئی شے نہ ہو۔

چنانچہ متغیرات اور امتیاز کے دیکھنے سے یہ بات ظاہر ہے اور نیز یہ بات ظاہر
ہے کہ جیسے خداوند کریم نے ممکنات کو اپنے خزانۂ وجود میں سے ایک حصہ وجود عنایت کیا
ہے اور اسی وجہ سے تمام کمالات وجود بقدر حصہ مذکور علی حسب القابلیت ان میں آگئے ہیں
ایسے ہی شان وحدہ لاشریک ہونے کے خداوند کریم نے تمام کائنات کو بقدر قابلیت
واحاطہ وجود عنایت فرمائی ہے بالجملہ ہر چیز اس بات کو مقتضی ہے کہ اس کے مبلغ احاطہ
میں کوئی اور نہ ہو اور اسی وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہر شے کے ماسوا کا عدم اس شے میں ملحوظ
ہے اسکے تصور میں بالاجمال ملحوظ ہے ورنہ تعارف و تباینات محال نہ ہوتا۔

مگر جیسے نوع وجود میں خدا تعالیٰ خاتم تھا اور بایں نظر کہ نوع وجود تمام افراد کائنات
میں ساری ہے اور مواطن وجود میں کوئی اس کا ثانی نہیں ہو سکتا ایسے ہی نوع نبوت میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ہیں اور سلسلۂ موجود میں کوئی آپ کا ثانی نہیں ہو سکتا
اور جب یوں لحاظ کیا جاتا ہے کہ نبوت بمعنے ما بہ النبوۃ ایک وجود خاص و مقید ہے اور وجود
خداوندی وجود مطلق تو بالضرور وجود خداوندی وجود خاص مذکور کو محیط ہوگا پھر جب اس بات
کو لحاظ کیا جائے کہ خاتم ایک اور وہ موصوفات جو اس کے دربارۂ وصف محتاج اس
کے محتاج ہیں متعدد تو پھر خاتم یعنی موصوف بالذات اور موصوف بالعرض بمنزلہ ایک
مخروط کے ہوگا پھر مخروط وجود کا انبساط مخروط نبوت کے انبساط سے زیادہ ہوگا

منشاء وصف عارض علی المعروض ہوتا ہے

دوسرے آپ غور فرمائیں تو مفعول مطلق اشیاء مصداق مبدأ اشتقاق اور معنی منشاء وصف عارض علی المعروض ہوتا ہے کیونکہ مطابق تعریف مفعول بہ اگر بنایا جاتا ہے تو وہی بنایا جاتا ہے اور یہ نہ ہوتا تو باعتبار خیال یا استعمال اس کا نام مفعول بہ نہ رکھا جاتا سو جیسے ضربہ کی ضمیر مفعول کی جانب راجع ہے ایسے ہی مفعول بہ میں بہ کی ضمیر مفعول بہ کی طرف راجع ہے جیسے وہاں بلا اتفاقاً ہے یہاں بھی باستعارہ ہے البتہ مفعول خاص کی ضمیر مفعول مطلق کی طرف راجع ہے۔

اور حاصل ترکیب یہ ہوا کہ مفعول مطلق بنایا گیا ہے بوسیلۂ مفعول بہ کے اور صورت اسکی ایسی سمجھو جیسے وقت تنویر اشیاء باطن نور میں ہر اشیاء کی موافق ایک شکل پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر یہ بار بار مفعول اشیاء وصف عارض علی المعروض ہوتا ہے چنانچہ مثال نور سے یہ بات روشن ہے اسلئے کہ شکل مذکور یہ نور کا انتہاء ہوتا ہے سو صفت عارضہ اگر وجودی ہے جیسے مشیت اور فہم تو مفعول مطلق بھی وجودی ہوگا بہر حال مفہوم اور شئے کی موجود اور اقسام وجود ہونے میں کچھ تامل نہیں اس صورت میں وجود تمام موجودات خارجیہ سے عام ہوگا اور اسکے سوائے کوئی تقیید اور تحدید نہ ہو سکے گی اور اس وجہ سے اس کے لئے لا متناہی بجمیع الوجوہ کا تسلیم کرنا ضرور ہوگا اور سوا اس کے اور مفہومات مطلقہ اگر مطلق ہوں گے تو بہ نسبت اپنے معروضات ہی کے مطلق ہوں گے اور عموم بھی ان میں ہوگا تو بہ نسبت اپنے ماتحت ہی کے ہوگا بہ نسبت مافوق پھر مقید اور خاص ہی کہنا پڑے گا اور نہایت کا اسکی نسبت تسلیم کرنا ضرور ہوگا خواہ ایک دو جہت میں ہو یا جمیع جہات میں اور کل ہے کہ غیر متناہی میں اشکال متناہی غیر متناہی نکل سکتی ہیں۔

سوا اس کے مقصود و تحریر و ثبوت موجود فی الخارج داخل یا خارج حکومت رفیع حضرت

الشہا یہ شکل مشکلۃ ہیں اور ظاہر ہے کہ وجود مطلق بجمیع الوجوہ مطلق ہے ورنہ موجودات حقیقیہ
میں اس سے بھی زیادہ کوئی مطلق نکلے گا اور اس وجہ سے وجود کے لئے موجودات میں سے
کوئی قسیم بنے گا۔

عموم مفہوم وشئی

باقی رہا عموم مفہوم شئی یہ دونوں منجملہ مفہومات انتزاعیہ ہیں حقائق خارجیہ میں سے
نہیں اور پھر غور سے دیکھئے تو وہ بھی ایک وجہ سے اقسام موجودات میں سے ہیں ورنہ
یا منجملہ معدومات ہوں گے اور موجودات پر ان کا صادق آنا غلط ہو جائے گا رہا صدق
علی المعدومات وہ صدق علی المعنون نہیں صدق علی العنوان ہے جیسے موجود ذہنی ہونے میں
کچھ کلام نہیں الغرض عنوان پر صادق آتی جیسے معدومات اور موجودات دونوں ہیں جیسا
فقط معنون پر جیسے موجودات پر ہوتا ہے وجہ صدق وہی موجودیت مفہوم و شئی ہے اس
لئے کہ مفہوم وہ چیز ہے جو فہم سے متعلق ہو اور اس پر واقع ہو اور شئے وہ چیز جو مشیئت سے متعلق ہو
اور اس پر واقع ہو اور تعلق و توقع فہم اور مشیئت جو بالیقین وجودی ہیں اگر ممکن ہے تو وجودیا
ہی کے ساتھ ممکن ہے ورنہ مفاد تعلق و توقع جو بالیقین نسبت ہوا کرتا ہے اور دونوں طرف
کی وجودی ہونے کی خواستگار ہے ایک ہی وجودی سے متحقق ہو جائے گا اور تحقق نسبت کے
لئے وجود طرفین ضروری نہ رہے گا اور وقت عکس تقسیم ایسا یعنی جس وقت مفہوم اور
شئی موضوع ہو جائیں تقسیم موجود ہے وجود موضوع کا صادق آنا جائے گا۔ اگر مفاد مفہوم
و شئی معقول مطلق ہے فہم و مشیئت کا معمول ہو نہیں تب بھی یہی خرابی پڑ رہی ہے کیونکہ
جب معقول مقید وجودی ہے تو معقول مطلق ضروری وجودی ہوگا۔

کیونکہ اس احاطہ کے افراد مقدرہ کو منجملہ افراد مقدرۂ النبیین مضاف الیہ خاتم کہہ سکتے ہیں مگر جیسے
خود خاتم کو منجملہ افراد مضاف الیہ نبیین کہہ سکتے اس کے نظیر کو بھی منجملہ افراد مقدرۂ النبیین کہنا غلط
ہے کیونکہ جیسے وہ داخل احاطہ اور مقدر نہیں ایسے ہی یہ بھی داخل نہیں۔

نظیر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ممکن بالذات ممتنع بالغیر ہے

اب دیکھئے قول حضرت ابن عباس کا قول بنا بر امکان نظیر بھی ہاتھ سے نہ گیا، مگر نظیر ہو تو
بالذات یا بالغیر کی صورت اور اختصاص تعدد بہ نسبت اپنے افراد مقدرہ فی المقابل کے ہے آپ کا
امکان ذاتی نظیر موصوف بالذات نہیں بلحاظ اتصاف ذاتی اول درجہ کا تو منحصر ذات بابرکات
جناب قاضی الحاجات خالق کائنات ہی میں ہے اس لئے کہ اس احاطہ کے سوا کوئی احاطہ ہی
نہیں اور دوسرے درجہ کا اتصاف ذاتی حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے۔
ہاں اگر آپ اپنی ذات و صفات و کمالات میں محتاج خالق کائنات نہ ہوتے بلکہ آپ
مستقل اور مستغنی عن الغیر ہوتے تو آپ کا اتصاف ذاتی بھی کامل درجہ کا ذاتی ہوتا
اور اولی احاطہ آپ کے احاطہ کے سوا نہ ہوتا اور اس وجہ سے آپ کا نظیر ہر طرح سے
ممتنع بالذات ہوتا مگر چونکہ آپ کا احاطہ اتنا وسیع نہیں کہ تمام کائنات کو محیط ہو تو احاطۂ
خداوندی میں ایسے ایسے احاطے سیکڑوں نکل سکتے ہیں۔ اس لئے آپ کے نظیر کا امتناع
منحصر اسی آپ کے احاطہ میں رہے گا جس کا احاطۂ نبوت موجود ہے اور جس کی طرف آیۂ قرآنی
ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اشارہ فرماتا ہے اور سوا اس احاطہ کے اور مواطن میں آپ کا نظیر ممکن ہے
ماحصل کلام یہ ہے کہ داخل شخص اگر ہو تو احاطۂ نبوت حسب [illegible] سے زیادہ

محذور ثامن

تفسیر بالرائے مذموم ہے

معلوم ہے کہ تفسیر بالرائے میں کیا شدید حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے باوجود اس کے خاتم النبیین کی تفسیر ایسی کی کہ کوئی بھی اس کا موافق اور مؤید علماء امت سے نہیں طرفہ یہ ہے کہ مخالفت جمہور کی بھی اور مطلب بھی ثابت نہ ہوا۔

جواب

تفسیر بالرائے کے مفہوم میں غلطی

مولانا یہ بھی معلوم ہے کہ تفسیر بالرائے پر وعید شدید ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ تفسیر بالرائے اسے نہیں کہتے جسکو آپ تفسیر بالرائے سمجھتے ہیں اور نیز یہ بھی معلوم ہے کہ اور علماء بھی دربارہ اتصاف ذاتی ہمارے موافق ہیں اور نیز یہ بھی معلوم ہے کہ اگر اور کوئی یہ تفسیر نہ لکھے تب بھی مخالفت جمہور نہیں اور پھر بایں ہمہ اہل فہم و انصاف کے نزدیک ہمارا مطلب ایسی طرح ثابت ہے کہ اس میں ہرگز گنجائش تردد و تامل نہیں۔

مولانا اگر یہی تفسیر بالرائے ہے تو بالضرور آپ مفسرین کیا کہ سبھی داخل وعید کو سمجھتے ہوں گے کیونکہ ایک ایک آیت میں اقوال متعددہ موجود ہیں سب تو مرفوع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو ہی نہیں سکتے اگر ہوگا تو ان اقوال متخالفہ میں سے کوئی ایک ہی مرفوع ہوگا باقی سب منجملہ تفسیر بالرائے ہوں گے سو آپ کی تکفیر کا چھینٹا فقط اسی گنہگار پر نہ پڑے گا بڑے بڑے اکابر تک پر پہنچا جائے گی سو ہم تو یوں بھی کچھ چپ ہو

کم کرنا اسکی نسبت ایسا ہے جیسے وجود انسانی کی نسبت ایک ناک سے زیادہ کم کر دینا
اس احاطہ میں تو آپ کا ثانی ممتنع ہے اور خارج از احاطہ مذکورہ ممکن سو ایسا امتناع وہ امتناع
بالغیر ہوتا ہے جسکو امکان ذاتی لازم ہے۔

اب یوں کہو اور مخلوقات کی نسبت آپ مستغنی اور مستقل ہیں اور بہ نسبت خالق
کائنات محتاج اور طفیلی تو آپ من وجہ مستقل اور من وجہ محتاج من وجہ موصوف بالذات
من وجہ معروض اور موصوف بالعرض جو نسبت کہ افراد انبیاء موجودہ اور مقدرہ کو خاتم
ہوں یا غیر خاتم آپ کے ساتھ تھی وہی نسبت آپ کو بلکہ اس سے زیادہ خدا تعالیٰ کے ساتھ
ہے جیسے کہ مقابل کی افراد مقدرہ یعنی آپ سے مستفید اور آپ کے معروض ہیں غیر متناہی
ہو سکتی ہیں تو آپکے افراد ماتحت جو خدا تعالیٰ سے مستفید اور مثل آپ کے فقط محتاج الی اللہ
ہوں گے کیونکر غیر متناہی ممکن نہ ہوں گی۔

ہاں آپ کے نزدیک اگر درگاہ محمدی درگاہ خداوندی سے عظیم الشان ہے تو البتہ
پھر ہم کو اس باب میں گفت و شنود کی گنجائش نہ رہے گی اور اگر رہے گی بھی تو فقط یہ کہ
ممکن ہے آپکے افراد ماتحت محدود اور متناہی ہی ہوں غیر متناہی نہ سہی لیکن در باب عظمت و رفعت
البتہ قیل و قال رہے گی۔

الحاصل عالم اسباب میں جن کو موصوف بالذات کہتے ہیں ان سب میں اعلیٰ مراتب
آپ ہیں پر خدا تعالیٰ کے سامنے آپ بھی اور نیز اور موصوف بالذات منجملہ معروضات
اور موصوفات بالعرض ہیں والعاقل تکفیہ الاشارة

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ[1]

کو جو رسالہ تحذیر میں مرقوم ہے بنظر انصاف دیکھئے اور پھر فرمائیے ہے کہ نہیں۔

لیکن جیسے اس حدیث کی تصحیح محدثین سے ثابت ہے مضامین انسان کامل کا مرفوع ہونا اور پھر ان کی تصحیح محدثین سے منقول نہیں پھر ایک امر حسب مزعوم جناب مخالف اثر مذکور جو بالیقین اس سے قوی اب آپ ہی انصاف سے فرمائیں کہ بعد اس مخالفت کے قول صاحب انسان کامل قابل قبول رہا یا مردود رہا۔

دوسرے آپ دعوے تو یہ کرتے ہیں کہ کسی طبقہ میں طبقات سافلہ میں سے انسان و نشان نہیں اور پھر دلیل ایسی پیش کرتے ہیں کہ جس سے اور انواع کا طبقات سافلہ میں موجود معلوم ہوتا ہے انسان کی نفی نہیں نکلتی ورنہ یہی قاعدہ ہے تو

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ[2] اور

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ

وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ[3]

وغیرہ آیات سب اس بات پر دلالت کریں گی کہ زمین میں سوائے آدم اور کوئی نوع نہیں اور چونکہ بالبداہت اور انواع خارج از حد شمار اس زمین میں موجود ہیں تو نعوذ باللہ کذب کلام ربانی لازم آئے گا۔

مولینا! آپ نے انسان کامل میں یہ بھی تو دیکھا ہوگا کہ اس زمین کی نسبت کیا لکھا ہے مولینا یہ کیسی بات ہے کہ احادیث اور اقوال بزرگان دین باہم موافق رہیں آپ کی آخر تلاش تعارض ہی میں کیوں مصروف ہے

---

[1] اللہ وہ ذات ہے جس نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اور انہی کی طرح زمینیں بھی۔

[2] کیا تو زمین میں انکو بنانے کو جو اس میں فساد برپا کریں اور خون بہائیں۔

[3] پھر ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور تھے اس زمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس میں ہم نے برکتیں رکھی تھیں۔ تاکہ ہم ان لوگوں کے بعد زمین میں آباد کریں۔

ثابت نہ ہو۔ لقطعاً آپ اپنے اعتراضوں کے جواب سے جو ارشاد فرماتے ہیں میرے جواب کو دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ پھر ہرگز دو نہ فرمائیں گے ہاں مگر خدا نخواستہ آپ سا منصف حلیم الطبع سلیم الطبع اگر تعصب پر آئے تو پھر میرا جواب دینا محض لغو اور آپ کے اعتراض سب بجا ہو جائیں گے۔

محذور تاسع

آبادی طبقات کی نئی تقسیم

تحقیق صاحب انسان کامل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی طبقہ میں طبقات سافلہ سے انسان کا نشان نہیں دیکھتے ہیں کہ دوسرے طبقہ میں مومنین جن آباد ہیں تیسرے میں مشرکین جن چوتھے میں شیاطین پانچویں میں عفاریت چھٹے میں مردہ ساتویں میں عقارب وحیات موذی عذاب ہیں۔

جواب

آبادی طبقات زمین — تحقیق عجیب

مولینا! اگر تحقیق صاحب انسان کامل سے ترتیب کیفیت آبادی طبقات سافلہ جو مرقوم فی المحذور معلوم ہوتی ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تحقیق سے وہ کیفیت معلوم ہوتی ہے جو اثر مذکور میں مسطور ہے۔

پھر اثر مذکور کو محدثان والا مقام صحیح الاسناد کہتے ہیں اور صحیح الاسناد ہونا کسی حدیث کا بعد اس کے کہ کسی حدیث قوی کی یا نص عقلی کے معارض نہ ہو بلکہ نصوص قطعیہ اسکی مؤید ہوں موجب صحت متن ہوتا ہے سو مخالفت تو معلوم ہی ہو چکی رہی موافقت تفسیر آیت:

احتمال وجود انبیاء بعد خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور ہے تاکہ اجماع سے اس احتمال کا بطلان ہو جائے مگر احتمال مذکور بعد تعیین وجود بنی آدم ہے سو اس زمین میں تو وجود آدم و بنی آدم مسلم ہے اور زمینوں میں تو بنی آدم کا ہونا بھی مسلم نہیں چہ جائیکہ ان کی نسبت بھی آپ کی خاتمیت زمانی پر اجماع ہوا ہو تو ایسے شخص کے جواب میں ہم تو یہی کہہ سکتے ہیں کہ وجود نوع انسان طبقات سافلہ میں احادیث سے ثابت ہے وقت اجماع اہل اجماع کے تمام طبقات کے نوع انسانی پر نظر تھی پر آپ کیا جواب دیں گے۔

آپ تو فرماتے ہیں کہ طبقات سافلہ میں انسان کا نشان نہیں اس صورت میں بجز اس کے اور کیا کہیئے گا کہ افراد مقدرۃ الوقوع کی نسبت بھی آپ کی خاتمیت پر اجماع منعقد ہو لیا ہے لیکن آپ عنایت فرما کر اس کتاب کو ہمیں بھی تو دکھلائیں جس میں افراد مقدرۃ الوقوع اور انواع انسان مقدرۃ الوقوع کا بھی ذکر ہے۔

مولٰنا! کچھ تو خیال فرمائیے در صورت ارادہ تاخر زمانی جملہ خاتم النبیین تفسیر ماجیہ نہ ہو گا مقدرۃ اس لئے کہ شاید افراد مقدرہ وہ افراد بھی ہیں جو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ہوں۔

لوکان بعدی نبی لکان عمر

علیٰ ہذا القیاس حضرت ابراہیم فرزند دلبند سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بھی اسی قسم کا ارشاد ہے پھر معلوم نہیں افراد کی نسبت تاخر زمانی کیونکر سمجھ بیٹھے گا اور اہل اجماع نے کیا سمجھ کر اجماع کیا اور لئے بھی جاتے دیکھئے آپ خاتمیت مرتبی کو مانتے ہی نہیں خاتمیت زمانی ہی کو آپ تسلیم فرماتے ہیں خیر اگرچہ اس میں در پردہ انکار افضلیت تامہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لازم آتا ہے لیکن خاتمیت زمانی کو بھی آپ اتنا عام نہیں کر سکتے جتنا ہم نے خاتمیت مرتبی کو عام کر دیا تھا۔

عذر عاشر

نظیر خاتم بالفعل کا الزام!

خاتمیت زمانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجمع علیہ علماء امت ہے جس کی ضرورت سے نا تمام کتاب ہے کہ یہ خاتمیت یوں بن سکتی ہے کہ ان چھ طبقہ والوں کو سابق خاتم مطلق سے سمجھا جائے مگر یہ تو بلکہ ایسے ہی سمجھنا چاہئے تاکہ امکان نظیر ہاتھ سے نہ جائے کہ فعلیت کے دعوے کی گنجائش بھی ہو سکے کہ اگر کوئی مخالف اجماع پر کمر باندھے تو کہہ سکے کہ چھ اور بعد کو موجود ہو گئے ہیں اثر ابن عباسؓ سے ثابت اور قاسم کا خاتم اس سے ثبت ہے۔

جواب

انعقاد اجماع کے لئے ایک ضروری شرط!

مولٰنا! معلوم نہیں یہ اعتراض ہے یا عتاب ہے اعتراض کی تو کوئی بات اس میں سے نکلی اگر نکلا تو غیظ و غضب ہی نکلا مولٰنا! خاتمیت زمانی اپنا دین ایمان ہے ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں سو اگر ایسی باتیں جائز ہوں تو ہمارے منہ میں بھی زبان ہے اس تہمت کے جواب میں ہم آپ پر اور آپ کے اہل ملت پر ہزار تہمتیں لگا سکتے ہیں اور تہمتوں کا کیا ذکر ہے اگر ہم یوں کہیں کہ آپ کے کلام سے بوئے انکار خاتمیت آتی ہے تو بروئے انصاف غلط نہیں مگر کیا کیجئے آیت ما ینطق عن الہوی یاد ہے۔

مولٰنا! کچھ انصاف بھی چاہئے اگر کوئی شخص یہ پوچھ بیٹھے کہ انعقاد اجماع کے لئے

اگر ہوئی بھی تو افضلیت ہوئی مولانا! ہماری عرض کے قبول کرنے میں ساری باتیں ٹھکانے لگ جاتی ہیں اور آپ کے طور پر ایک مدعا بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

میری عرض اس کہنے سے کہ خاتمیت زمانی یوں بن سکتی ہے کہ ان چھ طبقہ والوں کو سابق خاتم مطلق سے کہا جاوے ان لوگوں کا اسکات تھا جو خاتمیت زمانی مراد لیں اور پھر اثر مذکور کو مخالف آیت سمجھیں ظاہر ہے کہ موافق بعض تقریرات گزشتہ بھی کہتے ہیں مثل حمل آدم تو حکم جہان واقعہ گزشتہ ہو سکتا ہے پھر اس اثر کا معارض خاتم المرسلین کہنا کیونکر رہا ہے۔

گزارش احوال واقعی

الغرض بطور جواب یہ احتمال بتلایا تھا بطور اظہار اعتقاد یہ گزارش نہ تھی پھر آپ کہتے ہیں یوں کیوں نہ کہا کہ ایسا ہی سمجھنا چاہیئے اپنے اعتقاد کا حال تو اول تحذیر میں عرض کر چکا تھا جس میں سے تقریر ثانی کی موافق خاتمیت زمانی علی الاطلاق بمطلق مدلولات مطابقی لفظ خاتم ہو جائے گی یا یہ ہے اگر مجھ سے اس باب میں تقصیر ہوئی تو میں بلا دریغ اب اس کو کہتا ہوں پر آپ سے جو بوجہ انکار توسط عروض محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالیقین انکار افضلیت تامہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لازم آتا ہے اسکی تلافی تو بلا رجوع اور اعتراف غلطی سابقہ ممکن ہی نہیں۔

مولانا! افضلیت کے دعوے کی تو آپ یونہی تہمت لگاتے ہیں تاہم برا نہیں جانتے مکان نظر کی بات مسلم لیکن آپ نے یہ خیال نہ فرمایا کہ خاتمیت زمانی سے سلسلۂ تحریر ہزار بار ہاتھ سے جاتا رہے گا جو میں چھوڑتا نہ کہتا اور یوں ہی احتمال نکال کر ٹال جاتا۔

مولانا! ہمارے دلائل ایسے پوچ نہیں اور نہ ہم اپنے دعوؤں میں ایسے حیران ہو تے

حجیت اجماع حجیت قرآن سے کم ہے

وجہ اسکی یہ ہے کہ حجیت اجماع بہر حال حجیت قرآن شریف سے کم ہے اس لئے
قرآن شریف کا عام اجماع کے عام سے اثبات عموم میں زیادہ نہ ہوگا تو کم بھی نہ ہوگا۔
قرآن شریف میں موجود ہے :-

الذین قال لہم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوہم[1]

اور ظاہر ہے کہ یہاں تمام نوع انسانی مراد نہیں افراد معدود مراد ہیں سو اگر یہاں یہ
قدر ہے کہ قرینہ خارجیہ مخصص ہے تو وہاں بھی قرینہ خارجیہ مخصص ہے۔
غرض خاتمیت زمانی سے یہ ہے کہ دین محمدی بعد ظہور منسوخ نہ ہو علوم نبوت اپنی
انتہا کو پہنچ جائیں کسی اور نبی کے دین یا علم کی طرف پھر بنی آدم کو احتیاج باقی نہ ہے
سو ظاہر ہے کہ یہ احتمال اگر ہے تو جب ہی ہے جب کہ انبیاء مفروض الوجود بعد زمان محمدی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا فی زمان محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اس زمین میں پیدا ہوں کیونکہ ان کی
گنجائش ہے اور اگر فرض کرو کسی اور زمین میں کوئی اور نبی معاصر خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہو یا بعد زمان خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوں تو نہ ان تک کسی کو یہاں کی
خبر نہ وہاں کے باشندوں کو اس کے اتباع کی گنجائش پھر کاہے کے لئے ان کی نسبت آپ
کو بعد میں پیدا کیجئے اور کاہے کے لئے اس پر اجماع منعقد کیجئے ہاں قطع نظر غرض مذکورہ
سے اگر بعض تاخر زمانی بالذات موجب افضلیت ہوتا تو البتہ ایک بات بھی تھی مگر آپ ہی
نہیں بلکہ اور سب خوب جانتے ہیں کہ فقط تاخر زمانی موجبات افضلیت میں سے نہیں

---

[1] وہ لوگ جن کو لوگوں نے کہا کہ لوگ تمہارے مقابلہ کے لئے جمع ہو گئے ہیں تم ان سے ڈرو

حصہ دوم مکتوبات

مکتوب اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از فقیر محمد عبد العزیز عفا اللہ عنہ

بخدمت جامع العلوم والمکارم بحر العطاء و حاتم جناب مولوی محمد قاسم صاحب دام ظلہم

السلام علیکم وعلیٰ من اتبع الہدیٰ من لدیکم

آپ نے جو رسالہ تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباسؓ تحریر فرمایا ہے اس عرصہ میں نظر فقیر سے گذرا تو اس پر بہت شبہات و محذورات وارد ہو کر ذہن نشین ہوئے کچھ کا جواب تو آپ کے جواب سے جو مولوی محمد علی صاحب نزیل [illegible] کے سوالات کا تھا ہو گیا مگر اکثر باقی رہ گئے اس واسطے استفسار ضرور ہوا امید کہ جواب سے مشرف فرمایا جائے

خاتم بمعنی موصوف بالذات پر اعتراضات

اول ـــــ یہ کہ خاتم کے معنی موصوف بالذات جو آیت خاتم النبیین میں آپ کے نزدیک راجح ہیں اور بمعنی آخر النبیین مرجوح علی الپایا خاتم النبیین [illegible] ہے یا ممتنع بالذات یا بالغیر اس کی تصریح اس رسالہ میں نہیں اگرچہ اتنا تو موجود ہے کہ جب خاتم کے یہ معنی ٹھہرے تو سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہیں کہہ سکتے ؕ

[illegible]

مثل مشہور العزیز یتعلق بکل حشیش آپ کی طرح ایسی نکمی دلیلیں بیان کرتے اور ایسی
باتوں سے سہارا لیتے احسان تعلیم تو مولینا! ایسے دلائل سے کہ آپ تنہا تو کیا اگر تمام گروہ
وہابیین متفق ہو جاویں کیسے ہوں تو انشاء اللہ تعالیٰ جنبش نہ دے سکے اگر چھوڑ چھاڑ اپنا شیوہ تھا
تو جناب آپ سے اول اس مسئلہ میں نظر ثانی پر کیا کیجئے اپنی کم گوئی اور یکسوئی اوروں کی جرأت
کا باعث ہو گیا پر اپنا یقین اوروں کی ہدایت کا سبب نہ بنا آپ کی سلامت طبع اور انصاف
کا کسی قدر سے سنا ہے معتقد ہوں موافق الدین النصیحۃ یہ گذارش ہے کہ مولینا! عقیدہ
کی بات ہے خدا تعالیٰ کی قدرت کو بحث استدلالی نہ بنائیے زیادہ کیا عرض کروں
آپ کے عشرہ کاملہ کا نقصان تو ظاہر ہو ہی گیا پھر کاہے کے لئے قلم گھسائیے یہ گذارش
مناسب وقت ہے کہ کامل تو یہ اعتراض ہیں جو سراسر ناقص ہیں ناقص کتنے ناقص ہوں گے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ط

کو بھی نہیں کہا جاسکے کہ خاتم ہوں اس واسطے اگر آسمانوں میں انبیاء اور خاتم ہوتے تو
زمینوں میں بھی ثابت ہوتے جب کہ نہیں پس نہیں ۔

ثانیاً اگر خاتمیت اضافیہ ثابت بھی ہو تو منافی مدعا نہیں جو لوگ نظیر اور مماثل
نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ممتنع کہتے ہیں وہ مماثل فی الخاتمیت المطلقہ مراد
لیتے ہیں ان کے مقابلہ میں صرف نام کی خاتمیت اور نبیوں میں ثابت کرنا کیا نفع دیتا
ہے بجز اسکے کہ مدعیان مماثلہ وامکان نظیر بلکہ تحقق نظیر پھولے نہ سمائیں کہ ہمارے مولوی
صاحب نے چھ خاتم مماثل اور نظیر ثابت کر دیئے مگر ہم آپ کو الغرض یہ تعلق بالکل حقیقی اگرچہ
دل میں تو سمجھیں گے کہ نظیر ہوتا تو کیا خاتم ہوتا بھی ابھی ثابت نہیں ہوا مگر غنیمت ہے سارے خانے
کو نگر تو ملی آنسو پونچھ گئے اگرچہ خرابی تو اس میں یہ تھی کہ مشکلین بھی کلام الٰہی تھا اپنی اطلاق پر ہے ثابت
اور مماثلہ مطلقہ ثابت ہو جاتی مگر کیا کیجئے نانوتوی صاحب تکفیر مخالفین سے ڈرتے ہیں ۔

تیسرے ——— یہ کہ خاتم بمعنے آخر الانبیاء مطلقاً مجمع علیہ امت ہے
اور آپ کے نزدیک بھی اس پر اجماع منعقد ہو گیا ہے ۔ اور حدیث لا نبی بعدی جس کو
متواتر المعنی ہونا مسلّم آپ کا بھی ہے اسکی مؤید ہے پھر خلاف حدیث اور اجماع کے اور
آیت خاتم النبیین کے خاتم کے معنے ایسے گھڑے جس سے چھ نئے خاتم کیا ہزاروں بلکہ دو لاکھ
خاتم کا بھی بعد خاتم مطلق کے ہونا جائز ہو جائے بلکہ بہتر ہو تاکہ فضیلت بڑھ جائے ۔

کیا اس کو ابتداع نہیں کہتے کیا ایسا شخص اہل سنت رہ جاتا ہے کیا اس کو تفسیر بالرائے
نہیں کہتے ۔

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا
من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل اللہ فلا ہادی لہ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ممتنع ہے مگر تعیین بالذات یا بالغیر کے نہیں اور جو شق
اختیار کریں اس کے معنی مراد کی تصریح فرما دیں تاکہ حاجت استفسار کی نہ رہے واسطے
نفی العروض اور موصوف بالذات غیر مکتسب من الغیر کا سا حال نہ ہو کہ آپ نے معنے
لغوی مراد لئے اور ہم اصطلاح اہل علم کے خیال میں رہے آپ نے من الغیر سے مراد
من المخلوق رکھی ہم بقرینہ تشبیہ من واجب الوجود سمجھے اس واسطے اصطلاح
خاص پر مطلع کرنا ضرور ہے

دوسرے ۔۔۔ یہ کہ خاتمیت سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کی تو آیت خاتم النبیین سے بعبارت النص ثابت ہے اور ختم
فیض جمیع انبیاء سابقین ولاحقین ہونا آپ کا بدلالۃ النص خاتم النبیین اور حدیث
علمت علم الاولین والآخرین سے آپ کے نزدیک بدلالۃ یا اشارۃ سمجھا گیا بر تقدیر تسلیم
اس مجموعہ سے یہ حاصل ہوا کہ حضرت خاتم ہیں جمیع فیض انبیاء علیہم السلام سابقین
ولاحقین کے ہیں جو مدلول اولین و آخرین کا ہے جیسے کہ خاتم بمعنی آخر الانبیاء کے بھی ہیں۔
جو مدلول مطابقی خاتم النبیین کا اور آپ کے نزدیک مرجوح ہے اور آپ کا اقرار ہے
کہ اس معنی میں کسی کو آنحضرت کا مثل نہیں کہہ سکتے۔

پس صاف ظاہر ہے کہ ماخذ علاقہ جو مدلول اثر ابن عباسؓ ہے مخالف مدلول آیت
خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہے پس سوائے مبتدع کے کس مسلمان کو جرأت
ہے کہ کسی نبی کو مماثل خاتم مطلق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہے اور انبیاء تحتانی میں جو آپ
خاتمیت ثابت کرتے ہیں۔

اول تو ثابت نہیں ہو سکتے اس سے کہ مثلیت کی صحت اطلاق کے واسطے مماثلہ
فی العموم فی الصفۃ بعد فی الصفات لازم ورنہ دو امر مختلفین کافی ہے حاجت اثبات انبیاء

چوتھے ۔ یہ کہ اثر ابن عباسؓ کا مضمون جب کہ مخالف اطلاق عموم
آیت وخاتم النبیین بالمعنی المسلم و بالمعنی المجمع علیہ ہر طرح ہے جیسا گذرا پس منقطع بالاجماع
معنوی ہو گو صحیح ہو قابل احتجاج و عمل نہیں نظیر اسکی حدیث

لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب[1]

ہے کہ باوجود صحت کے معمول بہ حنفیان نہیں بسبب مخالفت عموم

فاقرءوا ما تیسر من القرآن[2]

کے بالفعل ان ہی مسلمات پر کفایت کی اور دلائل موضوعیت بالذات و بالعرض
پر جو شبہات وارد ہوتے ہیں ان سے بسبب عدیم الفرصتی کے اعراض کیا بعد الفرصت
عرض کروں گا انشاء اللہ العزیز ۔

---

[1] فاتحۃ الکتاب یعنی سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی ۔
[2] قرآن میں سے جو تمہارے لئے آسان ہو پڑھو ۔

گزارش پھر یہ شور اٹھا کہ خدا کی پناہ یہ ناکارہ تو سب کچھ ہو چھوڑ بیٹھا الغرض اندر
کہنے لگے کہ آپس میں احسان کے بدلے الزام نقصان لگانے لگے مولینا! جو نہ انصاف ہے یہ میں نے
کون سے عقیدہ مسلمہ کو توڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں میری تحریر سے
کیا نقصان آگیا ہاں اثبات افضلیت کا دم بھریں تو آپ ہی فرمائیں کیا ثبوت ہو گا معترضہ

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

ایک دردمندانہ گزارش!

اپنے زمرہ میں سے تو آپ کسی کو بتلائیں کہ یہ افضلیت اس نے ثابت کی ہو ہاں
بے وجہ کا شور دو طرفے افضلیت اگر دعوی مدلل سے ثابت ہو سکتا ہے تو البتہ وہ لوگ
جن کو خدا کی خدائی سے مطلب نہ اسکی قدرت پر کچھ نظر اگر ہے تو دعوے امتناع
نظیر محمدی مصطفے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ورد زبان ہے اور توحید خداوندی کو منسوخ کر کے
توحید محمدی پر ایمان ہے وہ یقیناً ہم سے بڑھے ہوئے ہیں مگر اہل انصاف اور فہم کے
نزدیک یہ بڑھنا اگر ہے تو اسی قبیل کا ہے جس طرح نصاریٰ کی محبت حضرت عیسیٰ علیہ
السلام سے اہل اسلام سے بڑھے ہوئے ہیں سمجھا جاتا ہے کہ میں کسی کی تکفیر نہیں کرتا
مگر ہاں اس بات میں تمثیل منظور ہے کہ وہاں جیسے دعوے بے دلیل اور پھر خلاف واقع
اور اس پر استلزام توہین سبوح و قدوس ایسے ہی یہاں بھی دعوے افضلیت اور
دعوے امتناع نظیر دعوے بے دلیل اور پھر خلاف واقع اور موجب توہین خداوندی کا
محبت اخوت ایمانی کا یہ تقاضا ہے کہ آپ سے اس مسئلہ میں التماس غور کروں جب

جن میں بحث ہوں کہ یارب کون سی تقصیر تھی
جس کے بدلے دوست میرے بیگانے ہو گئے

سبحث ومباحثہ کا نام بھی سنا کرتے تھے یہ خبر نہ تھی کس کو کہتے ہیں تحذیر الناس
کی بدولت یہ دن بھی دیکھ لئے ۔

مولانا! میری کیفیت حال تھا یا آپ نے سنی جو فتوے کا لکھنا تو کجا مہر و دستخط
کرنے کا بھی اتفاق نہیں ہوتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ مسائل فقہیہ سے مس نہیں تو الفت
سے واقف نہیں اما احباب یا ارباب کے خطوط کا جواب لکھ دیا کرتا ہوں ۔

تحذیر الناس کی تالیف!

مولوی محمد احسن صاحب میرے بڑے بھائی ہوتے ہیں درباره تعارض اثر
معلوم وجملہ خاتم النبیین مجھ سے استفسار فرمایا ان کے ارشاد کے جواب میں
جیسے تیسے ذکر سکا جواب دے ذکر التفسیر تھا لکھ بھیجا انہوں نے اس کا نام بھی رکھ دیا اور چھاپ
بھی دیا آخر پر یہ بھی نام بھی لگا دیا خیر اس وقت تک تو اس نیاز مند کو یقین سے
امید توافق ہی تھی جیسا ان اثر کے تو انسو لپٹ گئے یعنی اثر مذکور بندہ گنہگار نے تسلیم
کر لیا اگرچہ وجوہ سے مساوات کلی تشخص امثال کو باطل کر کے اسکی جگہ فقط آنحضرت کی فضیلت
کمالات اختیار کیا اور منکران اثر سے انکار مساوات کلی میں مساوی رہا بلکہ رد افضلیت
ثابت کی کہ بعد خدا تعالیٰ اور کسی کو ثابت ہی نہیں ہاں اگر اندیشہ تھا تو اس کا اندیشہ
تھا کہ اس تفسیر کو تفسیر بالرائے سمجھیں گے یا کسی قدر بعض اور مقامات پر لوگوں کے کھٹکنے
کا اندیشہ تھا جن میں سے مخالفت مقصود رسالہ تھی تو اندیشہ اول تھا اس لئے تفسیر بالرائے
کی تفسیر بھی آخر تحذیر میں لکھ دی باقی اور شبہات مقدرہ کے لئے مواقع شبہات کے آس
پاس ایسی قیود لگا دی جن کو اہل فہم دیکھیں تو متامل نہ ہوں ۔

اس عقیدہ کی تنزلی پر نظر پڑتی ہے بے اختیاری جی تڑپ جاتا ہے برادران اسلام
کے نقصان دینی و ایمانی پر دل لوٹ جاتا ہے مگر اپنا سا منہ لے کر رہ جاتا ہوں جی میں
کہتا ہوں کون سنتا ہے کس کو سناتے ہیں کیکی خیرخواہی کریں گے وہی کاٹ کھانے کو دوڑیگا
خیرخواہی کی یعنی مباحثہ سر دھرنا پڑے گا ناچار چپ ہو رہتا ہوں۔

مگر آپ کے انصاف پرستی کا شہرہ سنا ہے معتقد ہوں اور نیز عنایت نامہ
سامی میں یہ بات دیکھ کر کہ جوابات سوالات مولوی محمد علی صاحب کو دیکھ کر بعض شبہات
رفع ہو گئے ہیں اور آپ کے انصاف کا اور بھی دیوانہ بن گیا اسلئے بکمال عجز و نیاز
بگذارش ہے آپ اس کو خدا کے لئے چھپا کر نہ سمجھیں تہ دل سے یہ عرض کرتا ہوں
خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ

آپ ہادی مطلق سے بکمال اخلاص دعا مانگیں کہ در بارہ امکان و امتناع نظیر
محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نیز در بارہ اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو
کچھ حق ہو مجھ پر واضح ہو جائے اور نیز اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ سے عہد کریں کہ بعد
وضوح انشاء اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن میں حق ہی کو اختیار کروں گا اور اپنے زمرہ کے
ملامتوں سے نہ ڈروں گا اظہار حق میں دریغ نہ کروں گا۔

اگر آپ بکمال اخلاص خدا تعالیٰ سے التجا کریں گے تو میں امید قوی رکھتا ہوں
کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اور آپ متفق ہو جائیں گے اور میں بھی انشاء اللہ آپکے لئے ایسا ہی کروں
گا آپ دعا مانگیں کہ خدا تعالیٰ ہم کو اور آپ کو ضلالت سے بچائے اور راہ راست دکھاوے
قطع نظر حصول مطلوب کے اس صورت میں یہ بڑا نفع ہے کہ میرے آپکے اوقات عزیز

مفت برباد ہونے میں جو دیر کرنے میں ہماری مسئلے پڑنے والے کھل گئے ہیں۔

قبل ظہور وجہ ترجیح جب تک قائل ہو جائیں گے اور بعد وضوح وجہ فضیلت پھر مجال دم زدن باقی نہیں
رہتی اور تو حضرات ملائکہ نے فقط إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً[1]
سنکر کیا کچھ نہ کہا تھا مگر یہ قول کسی ایسے ویسے سے نہ تھا حق تعالیٰ وعلا سے
سنا تھا مگر بعد ظہور وجہ ترجیح۔

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ[2]

ہی کہتے بن پڑی بات کہیں کا کہیں جا پڑی ہے۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہئے منکروں کے
لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیئے
اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں
سمجھتا یہی وجہ ہے کہ ان کو در بارۂ نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستفید کہہ
بہ رو سے تحقیق سب برابر ہو جاتے اور کسی کو کسی پر افضلیت در بارۂ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کسی اور نبی کو ماننا پڑتا۔

چنانچہ بعد ملاحظہ عرض کمترین جو در بارۂ وجوہات افضلیت جوابات مقدمات عشرہ
میں لکھ چکا ہوں۔ یہ عقدہ ان شاء اللہ تعالیٰ بشرط توجہ و انصاف زیادہ تر واضح و مفہوم ہو جائیگا
پھر معلوم نہیں آپ کو اعتراض کیا ہوا ہے اس بات میں کونسا عقیدہ مسلّم میرے قول
سے باطل ہو گیا کون سا خدشہ دین محمدی میں پڑ گیا اب یوں کہئے میرے کہنے سے عقیدۂ افضلیت
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم درست و مستحکم ہو گیا۔ بیان مساوات کلی کو جو بوسیلۂ اثر معلوم
ہوتا تھا مجال دم زدن باقی نہیں رہی

---

[1] میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔
[2] تو پاک ہے ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے سکھایا ہے یقیناً تو جاننے والا اور حکمتوں والا ہے۔

ثبوت افضلیت کیلئے حدیث و اجماع کی ضرورت

البتہ جو مرتبی اعتبار قبول نہ کیجئے تو پھر مدعیان افضلیت
بعد اعتبار خاتمیت زمانی بھی اس اثر کو باطل نہیں کر سکتے کیونکہ جملہ اسمیہ کی صدق کے لئے
کچھ زمانہ حال ہی کا ایسے مواقع میں ضرور نہیں زمانہ ماضی بھی کافی ہے چنانچہ

کان محمد نبیا و هنکفر باشارة محمد افضل الکونین

وغیرہ جملے جو مقولات زمانہ ماضی میں تھے اور ان کی تسلیم میں کسی کو گنجائش انکار نہیں
اس پر شاہد ہیں اور جب اثر مذکور باطل نہ ہوا تو پھر مدعی کی کوشش اثبات کا منہ روکنے والا کون ہے
البتہ اثر ضعیف الاسناد ہو کر مدعیان افضلیت کو کہنے کی گنجائش تھی۔

اب آپ خدا لگتی دو سرا ہو کر فرمائیے آپ یا اور صاحب جو اس کشتی پہ
دانت پیستے ہیں اس شبہ کا جواب دے سکتے ہیں بلکہ ایسی صورت میں تو ملحدوں کو انبیاء
سابقین اور اولیاء لاحقین میں سے جس کو چاہیں افضل کہنے کی گنجائش ہے کیونکہ تاخر زمانی
سے بالبداہت افضلیت ثابت نہیں ہو سکتی کوئی اور ایسی نص کلام اللہ میں موجود نہیں جو موجود
ہیں ان سے ثبوت افضلیت معلوم، اور اگر کوئی آیت ہو بھی تو مجھ کو تو پتہ نہیں ہمارا آپ کا
ذہن وہاں تک جو پہنچے۔ بجز اس کے کہ حدیث یا اجماع کی طرف رجوع کریں اور کیا ہوگا۔

لیکن آپ جانتے ہیں مسئلہ وغیرہ اور مسئلہ تقدیر سے بڑھ کر یہ مسئلہ احادیث
و اجماع اہل سنت سے ثابت نہیں ہو سکتا جب انہیں مسائل کا انکار ہو چکا تو اس باب
میں اجماع اور حدیث کی وہ لوگ کا ہے کو سنیں گے یا یہ بھی کلام اللہ کا تبیانا لکل شیء کہنا
ہی کیا ہوا۔ الغرض معنے متنازع فیہ سے کوئی عقیدہ باطل نہ ہو گیا بلکہ وہ عقیدہ جو بصورۃ اختیار

موجہات یا تیرہ جن سے بظاہر انحصار مذکورہ خبط معلوم ہوتا ہے۔ بغور دیکھئے تو تینوں اقسام ثلثہ کی طرف راجع ہیں۔

ضرورت ایجابی و سلبی

اسلئے اس باب میں گفت و شنود تطویل لا طائل سمجھکر اب بات عرض کرنی چاہتا ہوں اگرچہ یہ بھی خوف ہے کہ جتنی کلام بڑھتی ہے اتنا ہی اندیشہ انگشت نمائی اور خوف مخاصمت بڑھتا ہے وہ بات یہ ہے کہ

ضرورت ایجابی کی تین قسمیں ہیں :-

ایک تو حمل اولی تام یعنی محمول بعینہ موضوع ہو جیسے زید کو زید کہئے۔

دوسرے حمل اولی ناقص جیسے انسان حیوان کہئے یعنی حیوان انسان میں مندرج ہے اور انسان حیوان کو متضمن اسلئے بالضرورۃ الانسان حیوان کے ساتھ الحیوان حیوان بھی کہا جاتا ہے۔

تیسرا حمل مستلزم حمل اولی جیسے حمل لوازم ذات بالمعنی الاخص میں ہوتا ہے اسلئے کہ اس حمل میں اگر امکان خاص کو رسائی ہو تو سلب لوازم ممکن ہو اور انفکاک لوازم ذات درست ہو بالجملہ یہاں بھی اگرچہ حمل اولی ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ لوازم ذات بالمعنی الاخص ناشی عن الذات ہوتی ہیں اور صادر عن الذات اور ظاہر ہے کہ مصدر میں کنہ صادر کا ہونا ضرور ہے۔ اس وجود جزء اطلاقی و قید مقتضی تنزل کہ جو لوازم ذات مذکورہ میں بہ نسبت ذات ملزوم ہوتی ہے البتہ لوازم ہی کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے ملزوم میں نہیں ہوتی اور اس سبب سے وہ وہ اسماء جو دو جز کا تعدد کے لئے بشرط نقصان موضوع ہوتی ہیں وہ بوجہ منشائیت ملزوم ذات پر نہیں بول سکتے۔

جواب

امکان و امتناع ذاتی اور امکان بالغیر

مولوی صاحب! بندہ کمترین امکان اور امتناع ذاتی کو باہم متقابل یک دیگر سمجھتا ہے
پر امتناع بالغیر کو مقابل امکان نہیں سمجھتا بلکہ ممتنع بالغیر کو منجملہ ممکنات سمجھتا ہے
اور کیونکر نہ سمجھے اول تو لفظ بالغیر ہی اس جانب مشیر ہے کہ امتناع ناشی عن الذات اور
مقتضائے ذات نہیں اس صورت میں بالضرورت یہی کہنا پڑے گا کہ ایسی ممتنعات میں امکان
ذاتی ہوتا ہے کیونکہ اگر امکان بھی نہ ہو تو پھر ضرورت ہو اور ظاہر ہے کہ واجبات ضروری
الوجود پر امتناع کسی قسم کا عارض نہیں ہو سکتا دوسرے ممتنعات بالغیر ممکنات ذاتی نہ ہوں
گی تو منجملہ ضروریات ذاتی یا ممتنعات ذاتی ہوں گے بہر حال ممتنع بالغیر کہنا کسی طرح درست
نہ ہوگا جب یہ بات ذہن نشین ہو گئی تو اب سنئے کہ.

یہ کمترین اتیان محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظیر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو جو کہ ہمعنی الوجود و مساوی فی المراتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو ممکن
بالذات اور ممتنع بالغیر سمجھتا ہے اور امکان سے یہاں وہی امکان مراد لیتا ہے جو ممکنہ
خاصہ میں مراد ہوا کرتا ہے.

الحاصل جو ماہیت ایسی ہو کہ اس میں اور وجود میں نسبت امکان خاص ہو اس کو
ممکن بامکان خاص سمجھتا ہوں اور جو ماہیت ایسی نہ ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا تو اس میں
اور وجود میں نسبت ایجابیہ ضروریہ ہوگی یا نسبت سلبیہ ضروریہ یعنی ضرورت اتصاف سلب
ہی سے نہ ہو بلکہ مسلوب ہو، پہلی قسم کو اقسام واجب میں سے سمجھتا ہوں دوسری قسم کو
اقسام ممتنع میں سے باقی انحصار نسبت ان تین قسموں میں ایسا نہیں ہے کہ کوئی اہل علم متامل ہو

کیونکہ جب محمول نہیں موضوع ہوا تو جب موضوع نہ لازم ذات موضوع یا لمعنی الاخص تو نہ
انتفاء حمل ایجابی ہوگا نہ انکار حمل سلبی ہوگا جب وجود نہ ہوگا جب وجود نہ منع الجمع ہو
کا نہ منع الخلو یہ دائیں اگر ہوتی ہیں تو بالذات تو موارد مذکورہ میں اور بالعرض ان موارد امکانی
میں جب ان حمل امکانی کو حمل ایجابی یا حمل سلبی مشار الیہ بالعرض ہو جاتے ہیں ۔

بغرض توضیح ایک دو موقع مواقع مشتبہ میں سے ذکر کرکے بتلائے جاتے ہیں
کہ کس قسم میں سے ہیں اور یہ کس قسم میں سے نہیں چہ جائیکہ شجرہ میں منع الجمع ذاتی ہے اس لئے
کہ بعد غور دیکھئے تو الموجود شجرہ میں سلب حمل اولی دائمی ہوتا ہے اس لئے کہ نفی شجریت اہم شجر
میں ماخوذ و ملحوظ ہے اور یہ نہ ہو تو پھر تمیز ہرگز متصور نہیں اور کسی اور شئی کا بعد نبی آخر الزمان
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا مورد استثناء بالغیر اس لئے کہ وہاں کوئی نفی پہلے ماخوذ
نہیں جو یہ خرابی لازم آئی ۔

ان سوا اسکے ایک اور صفت مسلسل کی نفی لازم آتی ہے جس سے دین سلب الشئی
عن نفسہ لازم آتا ہے سمجھئے ۔

مجموعہ شجرہ میں ایام حمل جو ممتنع ہے تو اس وجہ سے ممتنع ہے کہ اسم مجموعی معنی کے
کے لئے مستعمل عن الغیر ہے اور اس بات کو ضرور ہے کہ بالاجمال اور دوں کی نفی ملحوظ ہو اس
میں شجر ہو یا کوئی اور سو بعد لحاظ نفی شجریت اگر ایجاب شجریت ہوا تو الشجر لیس بشجر
کا اقرار لازم آئے گا علی ہذا القیاس حیوان اور لا انسان میں جو باہم ممتنع الخلو ہے تو اس کی وجہ
بھی یہی ہے کہ لا انسان اور ماوراء انسان سب کو شامل ہے اور حیوان انسان اور غیر انسان دونوں کو
شامل ہے اس صورت میں اگر خلو تجویز کیا جائے تو یہ معنی ہوں کہ نہ حیوان ہے اور نہ انسان
ہے مگر جب یوں کہا کہ جو انسان نہیں تو یہ معنی ہوئے کہ انسان ہے اور انسان کی نفی خود سمجھ
اگر آیا ہے سو یہی تقرر پھر ہوگیا حیوان نہیں حیوان ۔

مثلاً دھوپ بھی ایک نوع نور ہے مگر علی الاطلاق نور کو نہیں کہتے بلکہ اس نور کو کہتے ہیں جس
میں نقصان معلوم بھی ملحوظ ہوتا ہے یعنی وہ مرتبہ نقصان جو بوجہ قرب زمین واختلاط شائبہ
ظلمت زمین لاحق ہو گیا ہے دھوپ کے مسمے میں ملحوظ ہے گو وجہ لزوم وہ اتحاد معلوم
ہے جو بعید طرح نقصان لاحق مشہور ہوتا ہے اور در حقیقت اصل مسمے وہی ہے اگرچہ نقصان
لاحق بھی ملحوظ ہو

اس صورت میں وقت سلب اوّل ایجاب مستثنٰی پر سلب عارض ہو گا کیونکہ سلب نسبت
ایجابیہ کا ہوتا ہے اور ایجاب اسی مرتبہ اتحاد کے ساتھ مقصود ہے مرتبہ نقصان میں خود
ثمرۂ سلب ملحوظ ہے لیکن سلب مقصود نہیں اور اگر مقصود ہے تو مرتبہ عنوان ہی میں مقصود ہے
مرتبہ معنون میں مقصود نہیں اور اگر معنون ہی کہیے تو معنون خارجی اور واقعی نہیں ہوتا۔

الغرض سلب ملزوم ذات مذکورہ سلب ملزوم کو مشتمل ہے اور ایجاب لازم ایجاب
ملزوم کو مشتمل اس صورت میں پھر وہی نتیجہ نتیجہ اور نتیجہ نقیض نقیض کا متحقق ہو جائے گا اور اس
تقریر سے یہ معلوم ہو گیا کہ حمل لازمی بالمعنی الاعم بھی اسی حمل کے ساتھ ملحق ہے۔

الغرض یہ تین حمل تو مورد ضرورت ایجابیہ اور ان تینوں کا سلب مورد ضرورت
سلبیہ اوّل کا مورد وجوب دوسرے کا مورد امتناع گو مورد ضرورت سلبیہ ہونے کے یہ معنی ہیں
کہ وہ سلب ضروری السلب ہے سوا ان تین اور ان تین کے اور سب مواد امکانی ہیں۔

مگر اس کیس باوجود مورد امکانات ہونے کے ان چھ حملوں میں سے کوئی نہ کوئی حمل ثابت
ہو جاتا ہے سو اگر وہ حمل ایجابی ہوتا ہے تب تو ضرورت اور وجوب بالغیر عارض ہو جاتا ہے
اور اگر حمل سلبی ہوتا ہے تو امتناع بالغیر اور وجہ اس انحصار کی کہ تین حمل ایجابی مورد ضرورت
اور وجوب ہے اور تین حمل سلبی مورد امتناع اور سوا ان کے اور سب مواد امکان خود
اسی تقریر سے تھوڑے سے تامل کے بعد روشن ہو جاتی ہے۔

کہ ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی ہیں اس اشتباہ کے مٹا دینے کے لئے کافی تھی کیونکہ ہم تو آپ کو چھوڑ کر آپ کی نظیر کو بھی ممکن ہی سمجھتے ہیں واجب اور ممتنع نہیں سمجھتے والعاقل تکفیہ الاشارۃ۔

ہمارا تو یہ عقیدہ ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ [۱]

بعد اس عرض معروض کے گذارش یہ ہے کہ

آپ نے فقط اتنا ہی سوال کیا ہے کہ نظیر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کیا سمجھتے ہو ممکن یا ممتنع بالذات یا ممتنع بالغیر دلیل تو آپ نے پوچھی ہی نہ تھی بیان کی البتہ تمیز امتناع و امکان کو مرتبہ بداہت تک پہنچا دیا ہے چنانچہ تحقیق امتناع و امکان و ضرورت کو اور نیز بعض جوابات سابقہ کو اگر بغور آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ در بارہ امکان نظیر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو شبہ نہ رہے گا۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ [۲]

محذور ثانی

انبیاء تحتانی میں خاتمیت اضافی بھی ثابت نہیں ہو سکتی

خاتمیت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آیت خاتم النبیین سے بعبارۃ النص ثابت ہے اور معنی نفی جمیع انبیاء سابقین ولاحقین ہوتا ہے۔

---

[۱] میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔
[۲] اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھے رستے کی طرف ہدایت دیتا ہے اے اللہ ہمیں ان میں ہدایت دے جن کو تو نے ہدایت دی ہے اور ان میں عافیت دے جو تیرے نزدیک عافیت سے ہے۔

اللّٰھم انت عبدی وانا ربک او کما قال[1]

آپ کو یاد ہی ہوگا خدا تعالیٰ کے بیان میں بڑی غلطی جو بہ صحت مطلب قابل عفو ہے
تو آپ اتنی غلطی پہ کیا نظر فرماتے ہیں کہ بجائے معنی اصطلاحی معنی لغوی کیوں مراد لئے
ہاں یہ فرمایئے کہ اصل مطلب تو صحیح ہے۔ اگر اصل صحیح ہے تو پھر آپ کو کیا انکار ہے
اور یہ ارشاد کہ آپ نے مثل الغیب سے مراد من الخلوق رکھی ہے بقرینۂ تشبیہ عجب
اور یہ موہم ہے کہ اس تشبیہ ان کو موجب حیرت ہے مولینا ایسی تشبیہات تو ہوا کرتی
ہیں تو اب آیت:

مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ[2]

سے یوں ہی سمجھے ہوں گے کہ کسی طاق میں ایک فانوس ہے اس میں نعوذ باللہ خدا
عالم روز افروز ہیں علیٰ ہذا القیاس آیت:

ضَرَبَ لَکُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ ھَلْ لَّکُمْ مِّنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ[3]

سے یہی سمجھتے ہوں گے کہ خدا اور بندوں میں اتنا ہی فرق ہے جتنا آقا اور غلام میں ہوتا
ہے مولینا آپ انصاف تو فرمائیں کہ مسلمانوں میں کوئی ایسا بھی ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو مستغنی عن اللہ عز وجل ساختہ سمجھے اور اگر بالفرض کوئی ایسا ہوگا بھی تو نہیں لوگوں
میں ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع نظیر میں نظیر خداوندی سمجھتے ہیں آخر یہ
قول بھی تو انہیں کی جانب راجع ہے آپ کو جیسے اس مثال سے یہ دھوکا ہوا تھا ایسے ہی مثال
آفتاب کو دیکھ کر بھی دل میں لگی ہوئی ہے اس شخص کو شایستہ تھا اور یہ بھی نہیں کہ بعض

---

[1] یا اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب او کما قال (معاذ اللہ)

[2] اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک فانوس ہو اور اس میں ایک چراغ ہو اور چراغ شیشے میں رکھا ہوا ہو۔

[3] تمہارے لئے تم میں سے ایک مثال بیان کی کیا تمہارے مملوک جن پر تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہیں
(یعنی غلام باندی)

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ[1]

اور حدیث

عُلِّمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ[2]

سے آپ کے نزدیک دلالۃً یا اشارۃً سمجھا گیا بر تقدیر تسلیم اس مجموعہ کا یہ حاصل
ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم ہیں جمیع حیثیت جمیع انبیاء سابقین ولاحقین کے یہ
مدلول اولین و آخرین کا ہے یعنی جیسے کہ خاتم بمعنی ختم آخر الانبیاء کے بھی ہیں یہ مدلول مطابقی
خاتم النبیین کا اور آپ کے نزدیک صریح ہے اور آپ کا اقرار ہے کہ اس معنے میں کسی
کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مماثل نہیں کہہ سکتے پس صاف ظاہر ہے کہ مماثلت
مطلقہ جو مدلول التزامی عبارت مخالف مدلول آیت و خاتم النبیین ہے پس سوا جہل کے
کسی مسلمان کو جرأت ہے کہ کسی نبی کو مماثل خاتم مطلق صلی اللہ علیہ وسلم کا کہے۔

اور آپ انبیاء تحتانی میں جو خاتمیت اضافی ثابت کرتے ہیں اول تو ثابت
ہی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ مثلین کا صحت اطلاق کے واسطے ماخوذ انعدم ورود المقابلہ
فی الصادر تو وقت نزول الامر ہیں ہوتا کافی ہے حاجت اثبات انبیاء کی بھی نہیں ہے
جاتے کہ خاتم ہوں اس واسطے کہ اگر آسمانوں میں انبیاء اور خاتم ہوں تو زمینوں میں
بھی ثابت ہوتے ہیں جب کہ نہیں پس نہیں۔ ثانیاً اگر خاتمیت اضافیہ ثابت بھی ہو
تو متنازع فیہا نہیں جو لوگ نظیر و مماثل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ممتنع کہتے ہیں وہ
مماثل بالخاتمیت مراد لیتے ہیں ان کے مقابلہ میں یہ صرف نام کی خاتمیت اور زمینوں
میں ثابت کرنا کیا نفع دیتا ہے بجز اس کے کہ مدعیان امکان مماثل بالتحقق نظیر ہوسکے

۱؎ اور جب ہم نے عہد لیا نبیوں سے
۲؎ مجھے اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا گیا ہے

کے لئے تیار ہوں ہیں مولینا! برائے خدا انصاف کو کام فرمایئے اور لوگوں کی جانب تحسین

اعتراض نہ جڑیئے اصلی اعتراض کا جواب تو لکھ چکا ۔

مگر دوسرا اعتراض جو لطیور رہ گیا اس کا خلاصہ میں سنئے یہ ہے کہ اگر خاتمیت زمانی

ثابت بھی ہو جائے امکان نظیر مستفاد نہ ہو جس کا اثبات نہیں ہو سکتا سو اس کے جواب

کی کچھ ضرورت نہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ میں نے یہ رسالہ اثبات امکان نظیر کے لئے نہیں

لکھا جو آپ یہ تقریر فرمائیں مولینا! اور اس تحریر کی آپ یوں نہ سمجھئے کہ اگر

معنے مراد احقر مراد لئے جائیں تو پھر ثبوت افضلیت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کلام اللہ سے ہونا نظر آتا ہے اور نہ اثر عبداللہ بن عباسؓ کی تغلیط کر سکتے ہیں اور جو

یہ بات ہے تو مدعیان تحقیق احتمال کو جو بجمیع الوجوہ مساوات کلی کا دعوے کر بیٹھے ہیں

منہ کوئی نہیں بند کر سکتا یا یوں کہئے کہ محدثا ابن کثیر اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ بلکہ خود

خیر الناس کی تکذیب کا کھٹکا ہے بلکہ تکفیر کا دروازہ وا ہو گا ۔

باقی آپ کے ضرب کا جواب کیا عرض کروں کسی کا یہ شعر پڑھے دیتا ہوں ؎

ہم نے تسلیم پہ لوٹا آپ نے گردن مارا

حال کیا ہوتے اگر کوئی خطا ہو جاتی

مولینا! اگر نظیر ممتنع آپ کے نزدیک فقط وہی ہے جو خاتمیت زمانی میں بھی شریک

ہو تو ہمیں بھی اس کے کہنے کی گنجائش ہے کہ یہ ممتنع نہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے

کہ اس کے معنے خاتمیت زمانی جو واقعی کوئی کمال منجملہ مختصات ذات یا منجملہ صفات و کمالات

نہیں اور سب طرح کی مساوات کو آپ ممکن جانتے ہیں سو بحمداللہ آپ ہمارے ہی ہم عقیدہ

نکلے کیونکہ ہمارا بھی یہی مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ کمالات اگرچہ

سب کا مجموعہ مختصات ذاتی ہیں اور بلحاظ وعدہ کوئی آپ کا ثانی نہ ہو اسے تو مگر خدا اسے قدیر

سبق و شہادت تو استعمال کی اور ظہور افضلیت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پاس بیان نہ کیجئے شئی ہوتا قرآن شریف کا اور سد باب ادعاء مساوات کسی کے حق میں کافی ہے

خاتمیت کی تخصیص کی وجہ!

باقی دربارہ ثبوت خاتمیت زمانی آپ جو یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اول ثابت نہیں اس لئے مثلین کے صحت اطلاق کے واسطے مماثلت فی العدد وفی الشیاء عدد وفی نزول الامر کافی ہے الخ حضرت یہ تو محض تحکم ہے جائے کہ اطلاق مماثلت مثلین ان تین چار باتوں سے ثابت ہو جاوے انصاف یہ ہے کہ جیسا بندہ کمترین نے رسالہ تحذیر الناس میں عرض کیا ہے باستثناء مماثلت ماہیت ولوازم ومناسبات ماہیت و تشخصات ممیزہ اور سب باتوں میں مماثل ہوں تین چار کی قید کا کیا کام ہے یہ تخصیص ہوگی تو اطلاق کیوں رہے گا ورنہ ہم تو نہیں کہتے پر کہنے والوں کو کس نے روکا ہے خاتمیت زمانی کو بھی اس زمین کے ساتھ مقید کر لیں گے ۔

اور تخصیص کی بیان وجہ یہی ہے کہ اگر آپ اخیر نہ ہوتے تو نسخ افضل بالادون لازم آتا یا نسخ افضل بالادون اور مفصل لکھ چکا ہوں پر آپ کو وجہ تخصیص بالمماثلت الزمین کیا چیز آنی اب یوں کہیے کہ ایسا ثبوت نہیں جو قابل وجوب و فرضیت و اعتقاد ہو سو یہ بات بھی پہلے ہی تحذیر الناس میں لکھ چکا ہوں کہ تکلیف عقیدہ نہیں دے سکتے اعتبار نہ ہو تو صفحہ ۳۰ لہ پھر دیکھ لیجئے ۔

اس کے بعد یہ ارشاد ہے کہ عجب کہ نہیں بس نہیں ہوتا اول نہیں کی کوئی دلیل بیان نہ فرمائی دوسرے یہ دلیل کو کیونکر تسلیم کیجئے مولانا اگر لفظ نبی سے بحث ہے تو اس باب میں تو آپ اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتے کہ ہونے کا ثبوت نہیں عدم ثبوت

لہ تحذیر الناس مطبوعہ مکتبہ قاسم العلوم کراچی ص

اضافت علم الی الاولین والآخرین کا صحیح مفہوم

اب اور سنئے مولانا! آپ فرماتے تھے یا بر تقدیر تسلیم الخ یہ کلام تضعیف استدلال احقر کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے مگر آپ نے وجہ تضعیف کچھ ارشاد نہ فرمائی اگر غرض در تضعیف کردن چاہتا تھا تو اول وجہ تضعیف بیان فرمائی تھی پھر بر تقدیر تسلیم کہنا تھا مگر شاید آپ کے جی میں یہ ہو کہ اضافت علم الی الاولین والآخرین اضافت مصدر الی المفعول ہے الی الفاعل نہیں۔

مگر احقر نے جو رسالہ تحذیر میں شروع تقریر متعلق علمت علم الاولین الخ یہ قید لگائی تھی کہ بہ ارشاد بشرط فہم اسی جانب مشیر ہے اسی غرض سے لگائی تھی کہ دعویٰ علم غیب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حدیث میں بوجہ قصور نظر یا قلت توجہ یا غلبۂ تعصب یا عناد اضافت مصدر الی المفعول تحریف معنوی کرتے ہیں مگر چونکہ اس وقت تخصیص ذوی العقول بے فائدہ ہو جائے گی ادھر اور نصوص اسکے مخالف تو بالضرور اضافت مصدر الی الفاعل محقق ہو گی اور انواع علوم مراد ہوں گی چنانچہ فرماتے تقریر تحذیر اسی جانب مشیر ہے یا یہ صفحہ سوم سطر پنجم میں ان تقریروں کو بعد ادعا کے نہایت صریح یوں شروع کیا ہے۔

"اور یہی وجہ ہے کہ بشہادت آیت اذ اخذنا الخ" ؎۱

الغرض ان تقریروں کو بطور شاہد ذکر کیا ہے دلیل الصفا معنی مختار نہیں سمجھا سو بر تقدیر تسلیم تضعیف حضرت اپنے کچھ نقصان نہیں وجہ ثبوت معنی مختار فقط دلالت

؎۱ ملاحظہ ہو تحذیر الناس ص۳ مطبوعہ مکتبہ قاسم العلوم کراچی سنہ [illegible]۔

ہے وہ تقدم علمی کی حاجت اسلئے اطلاق خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول
ہے اور عرف عام میں بھی شائع اور کتب عقائد میں بھی مسطور ہاں یہ کہئے کہ یہ رسالہ نسبت اہل
الی البشر ہے خواہ وہ اہل الانبیاء ہوں خواہ اہل العوام جیسے منکر نکیر کی نسبت ارسال اہل الملائکہ
نہیں تو یہ بات بظاہر بجا ہے مگر دوسرا احکام خداوندی ملائکہ پر جو صادر ہوتے ہیں وہ سب ملائکہ
ملائکہ عظیم پر بات نہ ایسا نہیں جو کوئی انکار کر سکے۔ ہاں یہ بات مسلم کر رہا اکثر مقصود نہیں سو
اس باب میں ملائکہ و بحر میں لازم کے بیان سے رسالہ تحذیر میں فارغ ہو چکا ہوں۔

اب اور سنئے اگر بالفرض بقیاس افلاک اراضی میں نبوت ثابت نہیں ہو سکتے
تو زمین بقیاس زمین کل میں یا بعض میں رسل کا ثبوت لازم ہو گا اس سے کہ ما شاء کو تو اطمینان
بھی ہے جب اس صورت میں اور بھی کچھ نہیں تو آپ کی وہ نہیں تو باطل ہو جائے گی جو
آپ نے اس طرح فرمائی ہے جب کہ نہیں ہے نہیں

خاتمیت اضافی کا ثبوت

ہاں رہا درباره خاتمیت اضافی آپ کا یہ ارشاد کہ اگر ثابت بھی ہو جس سے تفضیل
ثبوت مترشح ہے اگر بایں معنی ہے کہ ثبوت مثل ثبوت اختیارات نہیں تو مسلم مگر
اسکو اس بحث سے کیا علاقہ وہ حدیث میں کب اس کا قائل ہوں بلکہ خود اس کا منکر ہوں
چنانچہ اوپر عرض کر چکا۔

اور اگر مطلق ثبوت سے انکار ہے تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ بعد تسلیم خاتمیت
مرتبی جس کا تسلیم کرنا بوجہ معروضہ اوراق سابقہ ضرور ہے اور بعد تصدیق اثر ابن عباس جس کے
اقرار کی وجہ تصحیح محدثین لازم ہے کیونکر یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی در صورت خاتمیت زمانی
البتہ یہ مانع کل نظر آتی ہے اور اضافی خاتمیت کی طرف رجوع بلا وجہ بے دلیل ہو جاتا

کیا وہ لوازمہ تو جب ثابت تھا کہ کوئی آیت بعد بعثت ہوتی یا خود آسمانوں کی سیر کر کے املاک

کا معجزہ نہ بتایا ہوتا۔

اور اگر عنوان سے غرض ہے تو فرمائیے تو یہی غرض کیونکر حاصل ہو سکتی ہے کیا رسل

ملائکہ پر آپ کو ایمان نہیں کتب عقائد دیکھئے ایسی غلطی نہ کھائیے امر جو ثابت ہیں بجز اس کے

اور کیا اہتمام زیادہ ہوگا کہ اطلاق بھی افراد رسل پر عرف میں نہیں کرتے۔

مولینا! یہ سب باتیں تو تحذیر میں موجود تھیں ان کے ابطال سے فارغ ہو کر غیر

زمانہ تھا قبل ابطال معروضات تحذیر یہ اعتراضات قابل سماعت نہیں۔

وجہ تخصیص عرف

اب بعد وجہ تخصیص عرف عرض کرتا ہوں انصاف فرمائیے کہ لفظ انبیاء اور نبیہ

اور نبی میں ایک نوع کی عظمت اور نبوت کی طرف مشیر ہے اور عظمت اور نبوت بعد حصول

علم مقصود ہے سو یہ بات انہیں سے ہو سکتی ہے جن سے اشہادت۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ الخ[لہ]

عہد میثاق لیا گیا ملائکہ سے متصور نہیں تاکہ ان سے کوئی عہد لیا جاتا اگر لیا ہو تو ان کو نہ علم

اور عظمت عارض حاصل نہیں ہوئی اس لئے لفظ نبی بشر و ذوی سے مشتق ہے

ملائکہ میں استعمال کرنا خدا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے بلفظ

رسالت کے اطلاق کے لئے نہ تقدم عظمت نہ نبوت کی مرسل الیہ کی جانب ضرورت

لہ اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور انکو اپنے نفسوں پر گواہ بنا کر پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے کہا کیوں نہیں بیشک آپ ہی ہمارے رب ہیں۔

جواب

مخالفت اجماع کا الزام صحیح نہیں

حاصل اعتراض کا یہ ہے کہ خاتمیت مرتبی مخالف مراد قرآنی ہے جو بالاجماع
مراد ہے اور نیز مخالف حدیث ہے اور اس وجہ سے اس تفسیر کو تفسیر بالرائے کہا جائیگا
اور اسکے قائل یعنی قاسم کو معاذ اللہ من الابتداع مبتدع مگر معلوم نہیں کہ ان معنوں کو
مولینا مخالف اجماع کیونکر سمجھتے ہیں اپنی حضرت مخالفت تو عجیب ہوتی جب کہ معارض معنی
آخریت زمانی ہوتا معنی مختار احقر تو ثبوت خاتمیت زمانی میں معارض ہوتا کیا ۔

اگر امر مجمع علیہ کو تسلیم کرکے کوئی نکتہ زائد کہنا بدعت ہے تو یوں کہیے تمام
مفسرین اور حضرات صوفیہ کرام مبتدع ہوں گے خیر مرکب ایسے وہ جتنے ہوں غنیمت ہے کہ آپ
نے تنہا مجھی پر عنایت نہیں فرمائی دور دور تک آپ کے ارادے ہیں ۔

مولینا! پہلے مخالفت و موافقت کے معنے سمجھئے پھر بدعت و سنت کی تعریف
معلوم کیجئے اس تفسیر بالرائے کی کوئی تعریف کیجئے اس کے بعد یہ اعتراضات زبان پر لائیے
تفسیر بالرائے کی تعریف تو تحذیر میں مرقوم ہے پہلے اسکے ابطال سے فراغت پائیے تب کہیں
تحریف تفسیر بالرائے کیجئے نہ یہ ابتداع ہے نہ یہ تفسیر بالرائے نہ مخالفت اجماع ۔

مولینا! اول تقریر تحذیر پر تو خاتمیت زمانی مدلول التزامی خاتم النبیین ہوگا اور دوسری
تقریر پر مدلول مطابقی یا تضمنی خاتمیت زمانی مع شئی زائد ثابت ہوگی ۔

اگر آپ مخالفت اجماع ثابت کرتے ہیں تو کسی کتاب میں یہ بات نکال کر لائیے
کہ اہل اجماع یہ فرما گئے ہیں کہ خاتمیت زمانی سے زیادہ مراد لینا نہ چاہیے جو خاتمیت مرتبی

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ
اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ

جواب شبہ ذورابع

حرف آخر

جو شبہ مذکور سادس منجملہ مذکورات عشرہ ہے جس کا جواب لکھ چکا ہوں مگر بطور تتمہ پھر یہ گذارش ہے کہ اس اعتراض کی بنا فقط مخالفت اثر مذکور و آیت خاتم النبیین بالمعنے المسلم یا بالمعنی المجمع علیہ ہے مگر موافقت و مخالفت کا حال اوراق گذشتہ کے دیکھنے والوں کو خوب معلوم ہو چکا ہے اس لئے بطور اختصار اتنا ہی بیان کافی ہے کہ دونوں طرح یہاں موافقت ہے مخالفت نہیں سو اعتراض از قبیل بناء الفاسد علی الفاسد ہے فقط

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام
علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین فقط

مراد ان کا وہ معتقد ہے بلکہ آپ اتنا ہی دکھلا دیجئے کہ خاتم النبیین کے یہی معنی ہیں جن پر مسئلہ کہ خاتمیت
زمانی اجماعی عقیدہ ہے۔

رہی یہ بات کہ وہ کہاں سے ماخوذ ہے اجماع کی نہیں مگر آپ کو شاید عبارت شفا پر نظر ہوگی سو اس کا
جواب بندہ کمترین مولوی محمد علی صاحب کے سوالات کے جواب میں لکھ چکا ہے اس کو ملاحظہ فرما لیجئے

الغرض قول صاحب شفاء مقابلہ تاویلات و تخصیصات فاسدہ ہے نہ بغرض اثبات اجماع
خاتمیت زمانی بطور دلالت مطابقی ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے تو
کیونکر جیسے انسان پر حیوان کی دلالت تضمنی ہے ایسے ہی فرش پر بھی مطابقی ہے سو ایسا بیان
بھی سمجھئے کہ کوئی شخص اگر دلالت علی الانسان کو مطابقی کہے تو جیسے اس سے منع ارادہ فرش لازم
نہیں آتا ایسے ہی یہاں بھی خیال کیجئے۔

پھر تو کس پر آپ حدیث کو موید معنی کس غرض سے بتلاتے ہیں اگر یہ غرض ہے کہ خاتمیت زمانی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حق ہے تب تو انکار ہی کسے ہے اور اگر یہ غرض ہے کہ حدیث
سے مدلول مطابقی ہونا خاتمیت زمانی کا ثابت ہوتا ہے تو فرمائیے حدیث کے کونسے الفاظ اس
بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ حدیث خاتم النبیین ہی کی تفسیر ہو سکتی ہے جیسے اور حدیثوں سے اور
مضامین ثابت ہوتے ہیں اس حدیث سے یہ مضمون ثابت ہو گیا خواہ خاتم النبیین کی تفسیر ہو خواہ
نہ ہو لیکن گستاخی معاف آپ کو تو ابھی اس اجماع کی حقیقت بھی معلوم نہیں جو دربارہ ثبوت
عقائد مرادانکا معتبر ہوتا ہے اب گذارش قابل یہ ہے کہ فضیلت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت
کرنے والا اگر مبتدع ہے تو آپ کے نزدیک بدعت کے یہی معنی ہیں تو البتہ یہ کمترین مبتدع
ہے ورنہ پھر فرمائیے کون ہوتا ہے۔

خاتم بمعنی موصوف بالذات

توحید خداوندی کا نسخ لازم آتا ہے

حاصل آپ کی تقریر کا یہ ہے کہ نظیر خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم وصف خاتمیت
متعقر میں آپ کے نزدیک ممکن بالذات ممتنع بالغیر ہے ممتنع بالذات نہیں اور فرق ممتنع
بالذات اور ممتنع بالغیر میں یوں ارشاد فرمایا کہ ممتنع بالذات مقابل و مخالف واجب بالذات
کا ہوتا ہے اور ممتنع بالغیر ممکن بالذات ؛ امتناع ضرورت سلب کا نام ہے اور وجوب
ضرورت ایجاب کا اور ضرورت ایجاب کے تین مادہ بطور حصر لکھے یعنی حمل عین الشئی
علی الشئی و حمل جزئیہ علیہ و حمل لازم ذاتیہ یعنی الاخص علیہ اور لازم ذاتی کو ناشی عن الذات
اور صادر عن الذات فرمایا بیان سے معلوم ہوا کہ علت لازم ذاتی کی ذات لزوم ہوتی ہے
والا بقول آپ کے انفکاک جائز ہوگا اسکی تصریح جواب محذورات میں کیا ہے ۔

اور تحذیر الناس میں خاتم کو بمعنی موصوف بالذات لیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ
موصوف بالذات میں وصف موصوف کا ذاتی اور ناشی عن الذات ہوتا ہے صفحہ ۱ ۔
تحذیر میں موجود ہے مطبوعہ کتب خانہ قاسم العلوم کراچی سنہ ۱۹۰۹ء ص

پس وصف نبوت خاتم کا مقتضائے ذات اور ناشی عن الذات اور لازم ذاتی ہوا
بلکہ اس وصف کا عین ذات خاتم ہونا بھی جواب محذورات میں جائز رکھا ہے پس
حمل اس وصف کا ذات خاتم پر ضروری اور واجب بالذات ہوگا کیونکہ بسبب لازم
ذاتی ہونے کے مادہ وجوب ذاتی کا ہے پس لامحالہ مقابل اس کا امتناع ذاتی کا ہوگا ۔
اب سنئے کہ جب آپ کے قول کے موافق الحاکم خاتم ضروری اور واجب بالذات

مکتوب ثانی مولوی عبدالعزیز صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

عرض کرتا ہے بندہ ناچیز محمد عبدالعزیز عفی عنہ

بخدمت بابرکت مخدوم مطاع و مطاع العالم جناب مولانا محمد قاسم صاحب مد ظلہ العالی

السلام علیکم و علی من لدیکم

مکرر جواب عریضہ جو حضور سے عنایت ہوا تھا قبیل رمضان المبارک بعد تقاضا بار بار شاگردان والا شان سے نقل اس کی میسر آئی غالباً مطابق اصل ہے ہر چند اصرار کیا اصل نہ دکھائی شاید اس میں کچھ مصلحت تھی ہو ابتدائے رمضان شریف میں بسبب در پیشی آنے سفر لکھنؤ کے دیکھنا اور جواب لکھنا میسر نہ ہوا آخیر رمضان شریف میں دیکھا تو بعض مقامات کی تفصیل جواب محذورات عشرہ پر موقوف پائی مراد آباد گر ان کو بھی طلب کیا تین چار محذورات کے جواب ملے مطلوب تمام حاصل نہ ہوا دور از مطلب سے تعرض کرنا اور مواخذات لفظیہ پر توجہ خالی عن التفصیل سمجھکر عرض رسائے مطلب ضروری کا ہے زیادہ فرصت نہیں۔

ممتنع بالذات ٹھیرا ہے پس اگر خاتم المطلق الآخر موجود ہو تو لزوم الخاتم لیس بخاتم کا ہے مترد ممتنع بالذات سمجھا جائے گا۔

هذا غاية التحرير منا والحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيدنا خاتم النبيين وعلى آله واصحابه اجمعين

سات زمینوں کے بارے میں صوفیاء کا نظریہ

ثانیاً بروایت اگرچہ بظاہر معارض اثر ابن عباس کے ہے مگر یہ معارضہ بدون اثبات
افضلیت یا تخلف رفع ہو سکتا ہے اس حدیث کی تصحیح صوفیائے کرام نے بھی کی ہے
چونکہ آپ اس کا اہل نہیں سمجھتے ان کی نا اہلی آپ کے اہلوں کی اہلیت سے بڑھی ہوئی ہے
انہوں نے حدیث کو تصحیح فرمایا ہے اور اسکے معنی ایسے بیان کئے کہ روایت سے معارض نہیں
فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس قول میں اشارہ طرف عالم مثال کے فرماتے ہیں کہ
اللہ جل شانہ کے یہ سات زمین عالم مثال میں ہیں کہ ہر زمین میں آدم ہے جیسے کہ تمہارا ہے نبی تک
اور ایک روایت میں عباس تک ہر ایک کی مثال موجود ہے۔

دیکھئے اب اس حدیث سے تعدد مثالی ظلی لازم آیا اور یہ منافی وحدت شہادت اصلی
کا ہرگز نہیں چنانچہ ایک شخص کے گرد متعدد آئینہ نصب کئے جائیں تو ہر آئینہ میں مثال موجود
ہوگی مگر اسکی وحدت شخصیہ خارجیہ میں کچھ خلل نہیں آئے گا دیکھنے والے ہر آئینہ میں اسی ایک
کو موجود کہیں گے اسی طرح بیان پر ہر زمین میں وہی ایک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رونق افروز ہیں۔

مولانا صاحب! اب یہ عقیدہ چاہئے کہ کوئی نبی دوسرا اگر خاتم اضافی ہو بعد خاتم مطلق
کے ہرگز نہیں ہو سکتا اور خاتم مطلق دوسرا تو ممکن ہو یا کسی طبقات میں یہ کہ ممکن نہیں بسبب
مستلزم ہونے امتناع لیس مثلہ خاتم کے ممتنع بالذات ہے کیا معترض یقین ہے کہ جیسے اکبر لیس
بحجرہ کو ممتنع بالذات سمجھا ہے تو امتناع لیس مثلہ خاتم بھی ممتنع بالذات کہیں گے اور امتناع
بالذات لازم کا مستلزم امتناع بالذات ملزوم کا ہونا مسلم ہے اسی بنا پر انجیر مستغنی

مکتوب دوم

حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بجواب مکتوب دوم مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم

کمترین خلائق محمد قاسم عفی اللہ عنہ مخدوم مکرم مطاع معظم مولانا عبدالعزیز سلمہ اللہ تعالیٰ کے
کی خدمت سراپا عنایت میں بعد سلام و نیاز عرض پرداز ہے۔

عرض اول

اترسوں تیسری یا اس ماہ ذیقعدہ کو اپنے وطن سے اس قصبہ دیوبند میں پہونچا تو والا نامہ رکھا ہوا دیکھا کیا کہئے اگر اس گنہگار کے نام و نشان کی خبر پہلے سے آپ کو ہوتی تو میرٹھ کے بھیجنے کی کچھ حاجت نہ تھی بلا واسطہ آپ کا عنایت نامہ میرے پاس پہنچتا اور اتنی دیر نہ لگتی۔

خیر جو کچھ اپنے بخت نارسا کی نارسائی کے باعث اتنی دیر کی محرومی تھی وہ تو ہو چکی اب آگے سنیئے پرسوں یعنی آنے سے اگلے دن آپ کے والا نامہ کو کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ نے وشرائن مباحث کو بھی تسلیم کر لیا اور معنی معروض احقر کو خاتم النبیین میں بھی مان لیا اور نفی تحکم میں بھی تسلیم فرمایا ہاں اتنا فرق البتہ ہے کہ جناب والا گویں ہوتا ہے اور جو کچھ بابت مقدمات میں بھی من اولہ الی آخرہ کچھ چون و چرا نہ فرمائی ایک فقط موصوف بالذات ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کس قدر جوش و خروش اور عتاب و خفاییت باقی ہے سو یہ بھی غنیمت

حضرت یہ مباحثہ میں بھی لکھا تھا کہ سوا رشتۂ مسلوبہ ممتنع و واجب اور سوا رشتۂ مسلوبہ معدومۂ مؤبدہ ممتنع
اور سوا باقیہ موجود امکانی ہوتے ہیں اتنی بات کیا آپ کے لئے اس بات میں کافی نہیں کہ اگر سلب توحید
محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ممتنع بالذات ہوگا تو توحید محمدی صلے اللہ علیہ وسلم واجب ہوگی اس صورت
میں تقیید محمد صلے اللہ علیہ وسلم وحدہ لا شریک له میں محمول اگر عین موضوع یا جزو موضوع ہے۔
تب تو مطلب خود ظاہر ہے ورنہ اشتمال ذات محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو وحدت مذکورہ پر لازم
آئے گا اور موافق تقریر معلوم وہی مطلب انتفاء عن نفسہ سر بر یا چسپ ہوگا۔ اب فرمائیے
اس وحدت میں اور وحدت خداوندی میں کیا فرق رہ جائے گا وہاں بھی وحدت مقتضائے ذات
تھی یہاں بھی مقتضائے ذات ہے۔ مگر اس وحدت کے مقتضائے ذات ہونے کی یہ وجہ ہے
کہ ذات محمدی تمام مواطن وجود کو محیط ہے اور مصداق بکل شیء محیط اس کی بکلی میں اور
اسی وجہ سے گنجائش ثانی باقی نہیں یا یوں کہو ثانی کے لئے مادۂ تخمیر باقی نہیں۔ ہاں تو البتہ آپ کا ارشاد
در بارۂ امتناع ذاتی نظیر محمدی صلے اللہ علیہ وسلم بجا ہے کیونکہ امکان کے لئے اتنا چاہئے کہ خواہ
وجود میں گنجائش ہو اور وجود میں یہ جب یہ نہیں تو امکان بھی نہیں مگر میرا بھی یہ قول درست نکلا
کہ نظیر کا امتناع ذاتی اصل کے وجوب ذاتی کو مقتضی ہے۔

ہاں آپ پر یہ اور تعقیب وارد ہو جائے گی کہ آپ ذات محمدی کی نظیر خداوند وحدہ لا شریک
کو کل اور ذات خداوندی کو نظیر ذات محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اور اس صورت میں تا ملزم امکان
کو اور دلیل کی ضرورت نہ رہی امکان تک [illegible] لے قطعیت تک نوبت پہنچی پر آپ کو بھی
توحید خداوندی کے اثبات کی کوئی صورت نہ رہی۔ مگر ہاں آپ کو کیا مشکل آپ کو اس قسم کے
عمل کرنے کی گنجائش ہے ہی

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی
گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

کی حاجت نہیں ہوتی اچھا اگر خلاف محاورہ بشہادت سیاق یہ مطلب ان الفاظ کے ساتھ چسپاں ہے کہ کسی وصف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ اور تمام مخلوقات موصوف بالذات نہیں تو اس کے غلط ہونے میں وہ بھی شامل ہو کر وحدت وجود سے وحدت موجود سمجھ کر فرق مراتب پر خاک ڈالتا ہو اور شریعت اور طریقت کے پیچھے ہاتھ دھو کر الحاد و زندقہ کا موجد بنے مولینا جیسے حرکت واحد ہے اور متحرک یعنی سفینہ اور جالس سفینہ مثال مشہور میں متعدد ہیں ایسے ہی وجود کو واحد مانئے اور موجود کو متعدد کہئے اسی کی طرف اس شعر مشہور و مقبول میں اشارہ ہے

ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد

گر فرق مراتب نکنی زندیقی

مولینا! جیسے حرکت واحد کو سفینہ اور جالس کے اعتبار سے متعدد بالاعتبار سمجھتے ہیں اور خود سفینہ اور جالس سفینہ کو متعدد حقیقی ایسے ہی تعدد وجود اعتباری ہے اور تعدد موجودات حقیقی اور پھر اپنے لوازم ذات یعنی احکام و آثار میں متعدد حقیقی اور یہ نہ سمجھیے تو زوال اور انتقال و اعتبارات جو لوازم ذات حقائق ممکنہ میں سے ہے سب حقائق ممکنہ میں بالعرض ہو جائیں گے اور موافق قاعدہ مذکورہ یہ ہیں کہ ہر بالعرض کے لئے ایک موصوف بالذات ہے ان اوصاف کو ذات بحت کی طرف بلحاظ مراتب و قطع نظر عن المراتب نسبت کرنا پڑے گا سو اگر ہماری عرض میں آپ اس بات کو تسلیم کر بیٹھیں تو پھر ہم کو امید سلامتی ایمان نہیں بلکہ ابھی سے کہے دیتا ہوں ہم ہارے تم جیتے مگر ہم جانتے ہیں کہ مگر اس بات کو آپ کا جی چاہے پر آپ فرق مراتب سے انکار نہیں کر سکتے کیونکہ آپ کے کلام خود فرق مراتب پر مبنی ہیں اسلئے ہم اثبات فرق مراتب و بیان وجہ تحقیق مراتب میں قلم نہیں گھساتے کیونکہ امر متفق علیہ فریقین کا اثبات اگر ہوتا ہے تو فقط یقین ہی کے ذمہ ہوتا ہے۔

اور اگر وجہ استثنا امتناع ذاتی وحدت خداوندی ہے تو وہ خود دلیل امکان ہے اور اگر
کوئی اور دلیل ہے تو ہم بھی مشتاق بیٹھے ہیں ہم بھی تو ان اسرار کو دیکھیں اور دل سے بیزار شد
ہوں جن کے بھروسے آپ مدعی امتناع ذاتی نظیر محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ہوئے اور ان کے
پیچھے توحید محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور مذکور منجملہ ارکان ایمان سمجھا ۔

ہاں مولینا ذرا آپ کو خدا ہی کی قسم ہے دریغ نہ فرمائیے گا جب پھر چھپا تو یہی تقریری
تو آپ اپنی کر گزرئیے ہمیں بھی انشاء اللہ آپ سے نہ ہوئے گی مگر خدا کے لئے امتناع ذاتی کی
طرح وحدت ذاتی کے بدلے وحدت بالعرض کی آڑ میں نہ لڑئیے گا اور مستدلان معروض
الجواب کی طرح سوال ہنوز آسمان و جواب ہنوز ریسماں نہ رہ جائے گا ہماری طرف سے یہ یاد رہے
پھر بھی ہاتھ میں قلم ہے انشاء اللہ خدا کو منظور ہے تو ہر طرح سے ہر میدان میں ہمیں جیتیں
گے یہ گزارش خلاف عادت طبعی آپ کی ناانصافیوں کے پیچھے ہے ورنہ ہم تو آپ کی رضامندی
کا دم بھرتے تھے آپ کی سلامت طبعی کو گاتے پھرتے تھے جب آپ اس چال چلے تو آپ
کی تقریر جمع کے لئے ہمیں بھی یہی راہ اختیار کرنا پڑا ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وصف میں موصوف بالذات نہیں

اور سنئے آپ فرماتے ہیں کہ ہر وصف میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موصوف بالذات
نہیں سمجھتے اگر موافق محاورہ اہل لسان اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی وصف میں آپ موصوف
بالذات ہیں کسی میں نہیں تو فرمائیے میں نے کہاں اس کے خلاف کہا ہے میں خود کہتا ہوں کہ
نبوت میں آپ موصوف بالذات خاتمیت میں موصوف بالعرض اور کیوں نہ ہوں اوصاف
اضافیہ و ذاتیہ مفردہ کے حق میں اوصاف عرضیہ ہو سکتے ہیں اوصاف ذاتیہ نہیں ہو سکتے
اور کیوں نہ ہوں مجبولیت لوازم ذات کے لئے مجبولیت ذات کافی ہوتی ہے اور کسی کی طرف الت

خاتمیت زمانی مجمع علیہ خاتمیت مرتبی کے منافی نہیں

اور سنیئے آپ خاتمیت زمانی کو معنی مجمع علیہ فرماتے ہیں مگر یہ مطلب ہے کہ خاتمیت زمانی مجمع علیہ ہے خاتم النبیین سے ماخوذ ہو یا اور کہیں سے تو اس میں انکار ہی کسے ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ لفظ خاتم النبیین سے مراد ہونا مجمع علیہ ہے تو اس میں ہمارا کیا نقصان ہے کہ جسے آپ پردہ میں انکار و خرق اجماع سمجھتے ہیں تحذیر کو غور سے دیکھا ہوتا اس میں تو موجود ہے کہ لفظ خاتم تینوں معنوں پر بدلالت مطابقی دلالت کرتا ہے اور اسی کو اپنا مختار قرار دیا تھا اور اگر یہ مطلب ہے کہ سوائے خاتمیت زمانی اور معنوں کا مراد لینا مخالف اجماع ہے تو اول تو آپ ہی فرمائیں کہ خاتمیت مرتبی جو منشا افضلیت ہے آپ نے کیوں مراد لی دوسرے عنایت کر کے اتنا بھی فرمائیے کہ وہ اجماع کب منعقد ہوا بلکہ آپ کے طور پر تو جمع بین الحقیقت والمجاز یا جمع بین المعانی المشترک لازم آئے گا والعاقل تکفیہ الاشارۃ۔

صحت حدیث میں صرف صوفیا کا قول مستند نہیں

اور سنیئے آپ حضرات صوفیہ کرام قدس اللہ اسرارہم کے ذمہ تصحیح اثر لگاتے ہیں اول تو یہ فرمائیے کہ تصحیح بیان معنی محتمل الوقوع سے کیونکر لازم آتی ہے یعنی جیسے معنی مذکور کے ایک معنی نکلے اور یہ کہا کہ ہم تکلیف عقیدہ نہیں دے سکتے ہاں اگر یہ اثر صحیح ہے جیسے محدثین فرماتے ہیں تو پھر صحیح بھی ہو گا تو اثر مخالف خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نہیں الخ ایسے ہی اگر انہوں نے بطریق صحت کچھ فرمایا ہو تو اتنا لازم ہے کہ معارض صحت نہیں مفید صحت بھی نہیں بلکہ اگر وہ کسی حدیث کو صحیح کہیں تو تنہا ان کا قول قابل استناد و اعتماد نہیں

لفظ خاتم کی افضلیت پر دلالت کی واحد صورت

اور سنئے آپ فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین افضلیت پر بھی دلالت کرتا ہے اور بنا اس
دلالت کے لئے محاورہ پر رکھی ہے جناب عالی آپ نے بنا افضلیت تو باستثنا محاورہ بھی بے
بنا محاورہ کچھ تلاش نہ فرمائی اگر آپ غور فرماتے تو یہ بات عیاں ہو جاتی میں یہ عرض کر چکا ہوں
کہ افضلیت و مفضولیت مشککات میں ہوا کرتی ہے اور تشکیک عروض اور اضافہ پر موقوف
ہے چنانچہ بعد استماع تقریر احقر آپ تو تسلیم ہی فرمائیے اور بھی کوئی بشرط انصاف و ادراک
فہم سنے گا تو اسی کا اقرار کرے گا در صورتیکہ آپ فرمائیے پھر کیونکر افضلیت و مفضولیت متصور
ہو سکتی ہے اس صورت میں وہ ہی استخدام ٹھہرا جو میں نے عرض کیا تھا حسب اطلاع احقر آپ
کو موصوف بالذات کہنا پڑے گا جس پر آپ نے یہ برا مانا کہ الٰہی پناہ

مولانا مطلب سے مطلب ہے افاضہ و استفاضہ تو عالم میں مشہور ہے پھر فرض
کو مفیض کو عالم اسباب کا محتاج میں موصوف بالذات کہئے اگر بفرض انکار افاضہ ہے تو یہ تو انکار
بداہت ہے اور اگر بغرض مخالفت اصطلاح اہل فن ہے تو اس کو مواخذہ لفظی جیسے
سمجھئے تو اوروں کی کہئے ہیں جو آپ نے بزعم خود مواخذات لفظیہ کو چھوڑا اور اس کو مواخذہ معنوی
قرار دیا ہو مواخذۂ معنوی تو مواخذۂ لفظی نکلا اور مواخذہ لفظی اور کیا ہوگا شاید مواخذہ ہم غلط ہو مگر
مواخذۂ لفظی بھی جبھی ہو سکتا ہے کہ آپ کسی اہل اصطلاح کا قول میرے قول کے مخالف
پیش کریں سو یہ تو معلوم اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ تسلیم کرلیں تو آپ مصیب جواب ہوں گے
ہم پر منت کا کرم ہوگا۔

کہ یہ امکان بنا کے قائل تھے تو فضیلت نظیر محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قائل نہ تھے اور آپ
اپنی خبر دیتے یہ عذر جو لکھا ہے اثر مذکور مثال پر تو از قبیل ظل اور انعکاس ضروری ہے
پھر جب مرآۃ واحد یعنی موطن مثال و انعکاس واحد ہے تو اگر ظل کی متعدد نہ ہوں گے تو فرمائیے
یہ تعدد خواتم فی عالم المثال کہاں سے آئے گا اس صورت میں آپ کا ارشاد خود ہمارے مطلب
کی دلیل ہو جائے گا۔ غرض جیسے آئینہ واحد میں اگر ذی عکس ایک ہو تو ایک ہی عکس ہوتا
ہے اور متعدد ہوں تو متعدد ایسے ہی موطن مثال کو خیال فرمائیے۔

اب زبان تیز ہے مخلوق میں صورت اشتر کثیرہ علی سبیل التناوب فی الحدوث ممکن ہے
سو یہ وہ احتمال ہے جو آگے مذکور ہے یعنی اگر جزئیات عالم شہادت خاص کر ذات محمدی آپ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یا سر مثال بنائی گئی ہو یعنی ایک کو بنایا اور پھر معدوم کر دیا پھر دوسرے
کو بنایا اور معدوم کر دیا علے ہذا القیاس تو اول تو یہ معنی بشر مثلکم سے بدتر اور اس آیت کے پاس
کو بھی نہیں پھٹکنے دیتے بشہادت ذوق و فہم تمام عالم جمیع مخلوقات و جمیع اراضی مجتمع فی زمان واحد مراد
ہیں دوسرے اس طرح سے بنا جانا اگر کسی سے برو سے ملکہ مخبر منقول ہے تو اس کے ساتھ
کوئی تعداد نہیں بلکہ اگر ثابت ہوگا تو یا عدم العلم بالغایت یا لا تناہی فی جانب الماضی۔

اور اگر یہ مطلب ہے کہ ظلال و عکوس محمدی پھر جا موجود ہیں تو آپ ہی انصاف سے کہئے
میں نے اور کیا کہا تھا جس پر یہ شور و غوغا جناب نے مچایا ہے مگر اس صورت میں جیسے ظلال
و عکوس آئینہ موجودات عالم مثال ہی سے ہیں اور خود آئینہ موجودات عالم شہادت میں
سے ہے تو فضیلت کمالات انبیاء وراثی سایر موجودات عالم مثل میں سے ہوگا اور خود ذوات انبیاء
علیہم السلام موجودات عالم شہادت میں سے ہاں یہ کہئے کہ یہ بات وجود ثانی فضیلت کمالات
بہ عالم شہادت میں دلالت نہ کرے گی۔

محدثین کو دیکھئے کہ روایات صلحاء میں کیا فرماتے ہیں والعاقل تکفیہ الاشارۃ ۔

اور اتنی بات ہے اگر ان کا نااہل ہونا لازم آتا ہے تو یوں کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس من اہل الشعر چنانچہ مفاد وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ یہی ہے آپ کے نزدیک معاذ اللہ ایسے ہی اقوال کا نتیجہ ہوگا ۔

اور اسے بھی جانے دیجئے محدثین کی نااہلی آپ کے قول پر آپ کے نزدیک لازم آجائے گی۔ اور اگر فرض کیجئے کہ ان کو ہر وقت مکاشفہ وجود جنت زمین بکیفیت متمایز مع فیہا عالم مثال میں معلوم ہو جائے کہ اس سے اثر کی تصحیح کیونکر لازم آتی ہے۔ وہ ایک جدی بات ہے اور حاصل مضمون اثر ایک جدی بات ہے در صورت صحت اثر معلوم کوئی عاقل بہ تمام اس اثر کو عالم مثال پر محمول نہیں کر سکتا۔ آیت اللہ الذی خلق سبع سموات کو جیسے بیان واقع عالم مثال پر کوئی حمل نہیں کر سکتا اگر کرے تو کوئی سید احمد خان کرے کہ آسمان و زمین کو عالم شہادت کے موجودات میں سے نہ سمجھتا ہو ایسے ہی اثر مذکور بھی بیان واقع عالم مثال پر دلالت نہیں کرتا۔

عالم مثال متعدد کے لئے عالم شہادت بھی متعدد ضروری ہے

ہاں یہ عالم مثال کے لئے کوئی عالم عین یا عالم شہادت بھی چاہئے جسکے موجودات کے لئے وہاں مثال تراشی جائے سو وہاں سات کا ہونا بیان کے ہیئت خاتم کے وجود کے لئے کافی ہے ، کیونکہ در صورت فرض عدم خواتم اراضی سافلہ واقعہ عالم شہادت تعدد خواتم فی عالم المثال ممکن نہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ تعدد موطن مثال کا کوئی قائل ہی نہیں جیسے عالم شہادۃ واحد ہے اگر تحقیق موجودات مثالیہ بوجہ انعکاس ضروری التسلیم ورنہ موجودات عالم شہادت اور موجودات مثالیہ ایک دوسرے جیسے مستقل اور مستقل موجود نکلیں گے سو یہ بات نہیں تو اتنی ہی مفر ہے

شامل ہے تو بجا ہے اور اگر بعدیت ذاتی مراد ہے تو آپ کے قربان جائیے اور آپ کی درایت کے
قربان جائیے ایسے ادنیٰ کہاں پیدا ہوں جو وجود اضافی کو وجود مطلق کہیں تو ممتنع سمجھیں سبحان اللہ!
لفظ نہیں ہو سکتا الٹا کو دیکھنا چاہیئے۔

کیوں مولانا! یہ جو اطلاق لفظ مطلق کسی کلی پر اس غرض سے ہوتا ہے کہ مقید اور اضافی سے
احتراز ہو اور اس قرینہ سے وجود مقید بالالتزام سمجھا جاتا ہے کیا اسکی آپ کو خبر نہیں ایسے
بے خبر کیوں ہو گئے خیر اسے نہ مانیئے کوئی وجہ تو فرمائیے کیوں نہیں ہو سکتا آپ اپنے عقیدہ کی
نیو تو مٹا بیٹھے ہمارا فکر پیچھے کیجئے گا۔

عجیب شیوۂ مباحثہ

اور سنیئے آپ تذکرہ کی طرح بار بار النبی خاتم النبیین بمعنی خاتم کے استلزام کو قرینہ وجہ اتصاف
خاتم مطلق بالذات فرماتے ہیں بھولی تو آپ کو وہی شاقشات کا جواب لکھنا تھا جو مطلق استلزام
نفی خاتمیت زمانی لکھ چکا ہوں اور وہ بھی نہ لکھتے تو اول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین کو
ضروریہ ہونا ثابت کرنا تھا مگر آپ کا شغل ہے وہی

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

یہ عجیب شیوۂ مباحثہ ہے اپنے دعوے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں اور دوں کے
اعتراضوں کے لئے جواب کی حاجت نہیں میرے سارے اعتراض اور تحذیرات کے جواب
تو آپ ہضم کر بیٹھے خدا کے لئے اتنا تو ہماری خاطر فرمائیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خاتم النبیین کیونکر ضروریہ بضرورت ذاتی ہے مولانا سمجھ جائیے آپ کا یہ استدلال جو میرے
ہی نام ہو سکے ناخوب ہے نہ آپ کے سے شغل بیٹھے ٹھالے کی مشق مطلوب نہیں۔

مکتوب ثالث مولوی عبدالعزیز صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً۔

فقیر ناچیز محمد عبدالعزیز در خدمت بابرکت مخدومی و مخدوم عالم مولانا محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام نیاز عرض رسا ہے کہ نامہ نامی موجب امتیاز ہو کر کاشف حال ہوا۔

عالم مثال متعدد کے لئے عالم شہادت متعدد ضروری نہیں

فقیر نے کسی وقت میں اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انکار نہیں کیا البتہ حمل علی الظاہر سے جیسے سوا ابھی تک ولیا ہی ہے اور آپ کے معنے ارشادی خاتم کو تو محال عرض کرتا ہوں اور تسلیم کر لیا ہے کیا معنے میں اول نبی کیونکہ عالم مثال پر محمول کیا سو یہ آپ کا ارشاد نہیں ہوا اسکو تسلیم کر لینا تغیر کیا ہے آپ نے تو ابھی تک ان معنوں کو تسلیم بھی نہیں کیا آپ کے نزدیک تو صحت ان معنوں کی موقوف ہے تعدد سموات عالم مثال پر حالانکہ وہ موطن واحد ہے شاید آپ تو ایک وقت میں چند اشخاص کو خواب میں دیکھنا نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا اور کسی کو محال سمجھتے ہوں گے کیونکہ ہر شخص کی ایک ہی مثال ہو سکتی ہے دو مثال جب ہوں جب عالم مثال متعدد ہوں یا عالم شہادت میں ایک شخص کی کئی صورتیں ہوں یا عوالم شہادت بھی متعدد ہوں۔

مولینا صاحب! ذرا دو چار آئینے گرد رکھ کر دیکھئے تو سب میں آپ کی ہی مثال

زیادہ کچھ التماس مخصوص تعبیرات اور کیا عرض کیجیے اگر کیجیے تو پھر عرض کیجیے کہ برائے خدا غور فرمائیے گا گستاخی معاف بے سوچے ہر بات کسی کی سمجھ میں نہیں آ جایا کرتی۔ جلدی کا یہ تحفہ آدمیوں سے نقل کرا کر بہ ترتیب سے چند اصل کو اپنے پاس رہنے دیا اور نقل روانہ کرتا ہوں۔ نہایت منتظر رہوں گا کہ جواب تفصیلی آئے اگر آ سکے آپ کے جواب اجمالی کا پورا پورا جواب مستعجلانہ ضرور دیجیے گا۔ والسلام۔ مولوی محمد حسن صاحب کو بعد سلام مسنون فرما دیجیے گا۔

مرقومہ ۲۹ ذیقعدہ روز سہ شنبہ

ہوگئی ہیں آپ کو تو عجب دانشوروں کی جگہ زمین و آسمان فرمانا مناسب تھا کہ شاید شغل صادق کرنے کے لئے پانی میں خاک اڑائی ہے مولانا صاحب شکایت یہ ہے کہ آپ مزاج کی اکثر میں قدرت فرماتے ہیں خود ہی انصاف سے فرمائیے کہ کسی کو گرگٹ اور جیسے تھا کی کہنا اور اخلاق عمدہ ہے یا نہیں احتیاط اور قلم لکھتے پر تو یہ کیفیت ہے اگر احتیاط نہ ہوتی تو دیکھئے کیا ہوتا خیر جو چاہے سو کیجئے مگر اب دعویٰ کر کے میدان میں ہم ہی جیتیں گے اور آپ اٹھے اور ہم پیچھے ہو لیں گے اور قصہ نبٹنے کا ابھی معلوم ہے۔

نبوت کمالات ذات میں سے نہیں ہو سکتی

پہلے اس کا جواب دیجئے کہ ممکنات کے وجود و کمالات وجود سب میں موصوف بالعرض ہونے کا اقرار ہے تحذیر میں پھر خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود ممکن ہونے کی کیوں موصوف بالذات بہ نبوت فرمایا اگر یہ فرماویں کہ نبوت کمالات وجود میں سے نہیں کمالات ذات سے ہے تو یہ باطل ہے۔

اولاً اس واسطے کہ نبوت اگر کمالات ذات و لوازم ذات میں ہوتی تو سب انسان نبی ہوتے اور سب موصوف بالذات بہ نبوت ہوتے کوئی موصوف بالعرض اس وصف میں نہ ہوتا اور یہ بدیہی البطلان ہے انبیاء دیگر علیہم السلام کو تو آپ بھی موصوف بالعرض فرماتے ہیں علاوہ کہ سب انسان میں نبوت ثابت فرمانا آپ کا مکابرہ بے ہودہ ہے۔

ثانیاً آپ ہی فرماتے ہیں کہ کوئی مسلمان نہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مستغنی عن اللہ ومن سواہ سمجھے اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ لوازم میں جعل کی حاجت نہیں مجعولیت ذات مجعولیت لوازم کے لئے کافی ہے اور بر تقدیر لزوم ذاتی نبوت کے استغنا عن اللہ لازم آتی ہے کیونکہ آپ کے نزدیک لازم مقتضائے ذات مقدم ہوتا ہے بلکہ عین ذات جیسا کہ مسلم ہے۔

صاحب تسلیم یہ اول جیت ہے مبارک باد یہ خوب شکر ادا فرمایا جس نے استدلال کو
جڑ سے حاصل کر دیا موصوف بالذات سے موصوف بالذات سے ندارد۔

اب سنیے کہ امتناع ذاتی نظیر خاتم سے وجوب ذاتی خاتم کا بھی لازم نہیں آتا چہ جائیکہ
وجوب ذاتی محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا الزام صرف اپنی اصطلاح جدید پر مبنی ہے
کہ از قبیل ایجاد بندہ ہے۔ یعنی موادِ مختصر ضرورت ایجاد کو مادہ وجوب ذاتی کا اور موادِ مختصر
امتناع ایجاب کو مادہ امتناع ذاتی کا قرار دیا حالانکہ دونوں غلط ہیں اگر ضرورت ایجاب مستلزم
وجوب ذاتی ہوتی تو الحجر حجر بالضرورۃ سے حجر کا واجب الذات ہونا لازم آتا اور الحجر
لیس بحجر بالامتناع سے شجریت حجر کو ممتنع بالذات ہونا حالانکہ دونوں ممکن بالذات ہیں لیجیے
صاحب تسلیم یہ دوسری جیت ہے فقیر نے جو شق ثانی الاصطلاح رد کیا اور اسی اصطلاح
پر مبنی کر کے آپ پہ الزام لگایا تو فرمانے لگے کہ یہ الزام ہمارا نہیں قاعدہ تمہارے پر بھی لازم
آتا ہے سبحان اللہ قاعدہ آپ کا اور الزام فقیر پر [illegible]

توحید محمدی کے عدم وجوب اور امتناع ذاتی نظیر
خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل

اب دلیل امتناع ذاتی نظیر خاتم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنیے مولینا صاحب واجب بالذات
ممتنع بالذات ان کو نہیں کہتے جن کو آپ سمجھے بلکہ واجب بالذات اس کو کہتے ہیں جو بالنظر الی
نفس ذاتہ مع قطع نظر عن غیرہ ضروری الوجود ہو یعنی اس کا وجود لازم ذات یا عین ذات ہو اور ممتنع بالذات
اس کو کہتے ہیں جو بالنظر الی الذات ضروری العدم ہو یعنی عدم اس کا لازم ذات یا عین ذات ہو مثال واجب
بالذات کی سوا حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کے کوئی نہیں اور یہ مشہور ہے تفصیل اس کی مقتضی بسط ہے اور
مقام بھی غریب ہے اور ممتنع بالذات کی مثال عدم محض اور اجتماع نقیضین و ارتفاع ہما اور

" عبدالعزیز کو مطلب سے مطلب ہے۔ افاضہ و استفاضہ تو عالم میں مشہور
ہے پھر جو شخص مفیض کو عالم اسباب و کائنات میں موصوف بالذات کہے
اگرچہ یہ کہنا اس کا مخالف اصطلاح اہل حق کے ہے مگر اس کا مواخذہ کرنا
مواخذہ لفظی ہے انتہی ملخصاً۔

مولانا صاحب بتسلیم یہ پانچویں بات ہے کہ فقیر کو پہلے ہی سے مطلب سے
مطلب تھا کہ آپ کی مخالفت و مواخذہ سے کچھ غرض نہ تھی جس وقت آپ نے اصطلاحی
موصوف بالذات و بالعرض سے انکار کیا تھا مقدرات آپ کے پاس تو بھیجے اور آپ کو اطلاع
بھی کر دی مگر کیا کیجئے آپ کے استادوں نے آپ کو کشاکش میں ڈال دیا اب مفیض
کہنے میں کچھ مناقشہ نہیں فقیر کا بھی یہی مسلک ہے کہ حضور فیض گنجور واسطہ فیض جمیع عالم
ہیں مگر عالم کے ظہور یا منشا سے اگر کوئی کلمہ خلاف اصطلاح اہل علم نکلے تو البتہ قابل مواخذہ کے
ہوتا ہے خصوصاً وہ کلمہ جو موہم کفر یا شرک ہو ایسے کلمہ سے احتیاط بہت ضرور ہے اور
کسی نبی خاتم یا غیر خاتم کا تحقق بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آپ کے نزدیک بھی ممتنع
ہے بالغیر بھی ہیں پھر کیا یہ نہ فرمایئے کہ اگر بہت ہوں تو بھی میسر ہے اور اگرچہ ہوں تو بھی کچھ نقصان
نہیں افضلیت میں پڑے گی ایسے واہیات سے زبان و قلم بند کیجئے پھر جاری آپ کی صلح ہے
بسبب عدیم الفرصتی کے جواب میں دیر ہوئی معاف فرمایئے مختلف اوقات میں
دو دو چار چار سطر لکھ کر ختم کیا ہے۔

مولوی محمد حسن صاحب سلام عرض کرتے ہیں
اور مدرسہ بریلی میں نوکر ہو گئے ہیں۔ فقط

*

ذاتی نظیر سمجھنا ہر دا جب اور فرض ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واحد لا نظیر کیسے ہو یہ جدوں اک

کے ارشاد کے سبب اپنا ایمان قرار دیا ہے ۔

مگر یہ تو فرمائیے اس قضیہ میں واحد کے عین موضوع اور جزء موضوع ہونے سے

ذاتی موضوع کا کیسے لازم آتا ہے دیکھئے کہ کل واحد واحد عین موضوع ہے اگر قول آپ کا

صحیح ہو تو چاہیے کہ ہر واحد واجب بالذات ہو علیٰ ہذا ثلثہ اثنان ر واحد میں واحد جزء

موضوع ہے اگر قول آپ کا صحیح ہو تو چاہیئے کہ ثلثہ واجب بالذات ہو پھر یہ قول

ہو کر وحدتہ وہی اشتمال ذات بر کثرت وحدۃ تو فرقی لازم آئے گا

محض غلط ہے اس واسطے کہ جائز تھا کہ لازم موجود موضوع یا عارض مفارق ہو اور یہاں لازم

ہے اسی واسطے ضروری الحمل ہے مگر اس ضرورت سے وجوب ذاتی موضوع ہرگز لازم نہیں

آتا جیسے سواد یا بیاض کے لازم وجود حبشی و رومی ہونے سے واجب بالذات ہونا حبشی اور

رومی کا لازم نہیں آتا ۔

اور بر تقدیر لازم ذاتی ہونے واحد کے بھی وجوب ذات موضوع کا لازم آنا غلط ہے

دیکھو زوجیت لازم ذات اربعہ کی ہے اور کوئی اربعہ واجب بالذات نہیں مولینا صاحب! آپ

افضلیت و مفضولیت کا مدار

اور افضلیت و مفضولیت کو جو تشکیکات سے فرمایا مسلم ہے مگر مدار اس تشکیک کا

صرف موصوف بالذات افضل و موصوفیت بالعرض مفضول پر ہی نہیں جیسے آپ سمجھتے

ہیں بلکہ زیادتی و قلت العلم ایک کو دوسرے پر کافی ہے موصوف بالذات کا محال ہونا کر بعرض

کر چکا تقریر کہ افضلیت ثابت کرنے سے کیسے موصوف بالذات ماننا پڑے گا اب تو

آپ ہی اس موصوفیت سے منکر ہو گئے فرماتے ہیں کہ:

جو نہیں اور ہمارے طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس آپ کا شخص ہو گا اور انبیاء ناقص
کو عکس ان کی نقل سمجھو تو کچھ مشکل نہیں پر آپ کے امتناع کی جا فعلیت ثابت ہو گئی کیونکہ
تعدد مواطن سے اوصاف ذاتیہ نہیں بدلتے ورنہ لوازم ذات وقت حصول فی الذہن جیسے ہو
جایا کرتے اس صورت میں وہ امکان جو فعلیہ عالم مثال سے تھا جیسے اس عالم میں بھی جو مستور ہے
تو کسی غیر کے باعث ممتنع الوجود نہ ہے اور امتناع بالغیر اس پر عارض رہے۔

باقی یہ احتمال کہ آئینہ وغیرہ میں اگر عکس نظر آتا ہے تو کوئی چیز سوا اس نوری عکس کے نہیں
ہوتی بلکہ نگاہ پلٹ کر ذی عکس ہی پر پڑتی ہے اول تو معتقدات قدماء اور ایران یا مسلم عالم
تحقیق حضرت شیخ محی الدین عربی کے مخالف دوسرے اس صورت میں مدرکات احوال
اموات میں کیا فرق رہے گا پھر اس صورت میں امور غیر القیہ کو تفسیر کلام اللہ میں ذکر
کرنا ایسے حضرات سے متصور نہیں۔

الحاصل تحقیق کلام حضرت شیخ موصوف بطور اس بات کو مقتضی ہے کہ عالم مثال ایک عالم
مستقل ہے مگر یہ بات مجھ کو اتنی مضر نہیں جتنی آپ کو کیونکہ عقیدہ امتناع کی جگہ فعلیت ثابت
ہو گئی۔

دوسرے یہ کیا ضرور ہے کہ اس کا مساوی نہ ہو تو استقلال بھی نہ ہو بلکہ ایک دوسرے
میں بھی بشرط وجود ہو وجود اور کمالات وجود مثل واجبات ہیں مگر چونکہ ان کو بعض ممکنات کو پہنچا
ہوتا اس وجہ سے اوصاف مشترکہ میں شمار کئے جاتے ہیں مگر جیسے صفات تنزیہ اور جلال جو
صفات تنزیہ اور تحمید سے مرکب ہے خدا کے خواص میں سے ہیں ایسے ہی عدم ملکات اور
وہ اوصاف جو مرکب من الوجود والعدم الملکہ ہیں خواص ممکنات میں سے۔

مکتوب ثالث قطب العالم مولینا مولوی محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

عالم مثال کی حقیقت اور اس کے اثرات

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جو تفسیر آیۃ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ میں ذکر
کیا ہے اگر اس کو مثال پر محمول کریں تو آیت کو بھی عالم مثال ہی پر محمول کرنا پڑے گا اور آیت
کو عالم شہادت پر رکھئے تو اثر بھی بیان حال شہادت ہی ہوگا اور اگر عالم شہادت پر محمول ہی کریں
تو پھر بھی اثر مذکور مشتمل امثال ضرور ہے

کیونکہ عالم مثال مطلق حضرات صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک ایک ہے البتہ
عالم خواب اور مرایا اور مظاہر جو ان کے نزدیک عالم مثال مقید ہیں متعدد ہیں سو ان کا تعدد
اس کی وحدت کے معارض نہیں بلکہ مقتضی وحدت مطلق ہے کیونکہ مقید کتنے ہی کیوں نہ
ہوں مطلق ایک ہی ہوتا ہے سو جیسے ایک آئینہ میں ایک کا ایک ہی عکس ہوتا ہے
اور سات کے سات ایسا ہی عالم مثال مطلق میں ایک کا ایک عکس اور سات کے سات
عکس ہوں ہاں جیسے ایک آئینہ کے ہزار ٹکڑے کر لیجئے تو پھر ایک کے ہزار ہی عکس ہونگے
ایسے ہی عالم مثال مقید میں بشرط تقابل ایک شے کے بقدر تعداد مقیدات عکس ہو سکتے
ہیں لیکن اتنا فرق ہے کہ آپ کے نزدیک وہ امثال عکسی بجمیع الوجوہ مثل محکی ہوں گے

متحقق باشد اولیت و آخریت شد اولیت و آخریت سراپا کمال و علت و سبب متحقق آں نیست
ولیں ہا چناں مانند کہ تخم و نتیجہ سال اولیت زمانی پیدا چناں اولیت ذاتی میسر آمد کہ از سببیت و علیت ہمیں
ہویدا است و ثمر ہا آخر بہ ظہور از خوبی ذاتی و مقصود بہ آں بدست آید کہ از علت نا پیش پیدا
است قصہ بر عکس نیست ایں نتواں گفت کہ اصل را تقدم زمانی بدست افتاد یا ثمر یا متفرع
و علت علا یاد آخر زمانی رابود اکنوں آنحضرت را اختیار است کہ کمال ذاتی را اصل آں ثمرہ
یا آخر زمانی را علت کمال دانند در بحث حدوث نبودن نظیر آخریت زمانی مسلم مگر تسلیم امتناع آں
بطور تنزل بود و صدور جواب اول آنچہ دریں بارہ معروض شد خود مخفی نباید بود دیگر یاد
دارم بعقیدۂ مشار الیہ در نامۂ اول ہم اشارہ کردہ ام مگر شاید بوجہے از خیال آں مخدوم
رفتہ باشد یا بوقت تلاش التفات نظر بر عریضۂ احقر حیلہ خبر باشد والسلام خیر ختام

الراقم :- محمد قاسم

سمجھئے کہ بیج اور جڑ کو بوجہ اولیت زمانی کے اولیت ذاتی حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ اس کا ظہور
جس علت اور سبب کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ اور پھل کا آخر میں ظہور اسکی ذاتی خوبی کی وجہ سے ہوتا
ہے اور مقصود ہاتھ آتا ہے کہ علت سے اسکا پیدا ہوتی ہے۔ اس کے برعکس معاملہ نہیں
ہو گا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تقدم زمانی سے اصل ہاتھ آیا یا ثمر کہ مقصود ہے اور علت علائی آخر زمانی
سے حاصل ہوتی ہے اب آنحضرت کو اختیار ہے کہ کمال ذاتی کو اصل قرار دیں یا آخر زمانی کو کمال
کی علت کہیں البتہ بحث حدوث میں نظیر آخریت زمانی کا نہ ہونا تو مسلم ہے مگر اس کا ممتنع تسلیم کرنا
بطور تنزل کے ہے اور یہ عقیدہ آپ کے پہلے خط کے جواب میں تحریر کر چکا ہوں۔
یاد پڑتا ہے کہ اپنے عقیدہ مذکورہ کی طرف پہلے خط میں اشارہ کر چکا ہوں لیکن شاید
کسی وجہ سے آنحضرت کے خیال سے نکل گیا ہو یا احقر کا عریضہ پڑھتے وقت عدم توجہی سے
کام لیا ہے۔ والسلام خیر ختام

راقم :- محمد قاسم

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ